اللہ کے کرم سے فیضِ شہِ امم سے | Nepal Urdu Times | ہیں خوب تیرے چرچے نیپال اردو ٹائمز | nepalurdutimes | تیرے لیے دعا یہ رمضان کر رہا ہے | nepalurdutimes | Nepal Urdu Times | تاحشر یوں ہی چمکے نیپال اردو ٹائمز | www.nepalurdutimes.com

بانی ومہتمم :مفتی محمد رضا قادری نقشبندی مصباحی خلیف حضور شیخ العالم وسربراہ اعلیٰ علما کونسل نیپال بفیض روحانی : مجمع الفضائل والبرکات،مظہر کمالات امام ربانی حضور شیخ العالم مولانا شاہ احمد رضا نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ قیادت :قائد ملت نیپال حضرت مولاناالحاج سید غلام حسین مظہری مرکزی صدر علما کونسل نیپال

Salmankhan Salmankhan
Nepal urdu times
UPI ID: salmankhansalmankhan97861@okicici

Nepal urdu times

نیپال اردو ٹائمز

Weekly
The NEPAL URDU TIMES

جلد نمبر ١
VOL:(1)

چیف ایڈیٹر: عبدالجبار علیمی نظامی

weeklynepalurtutimes@gamil.com

11 صفحات

٢٦ فروری ٢٠٢٦ مطابق ٨/رمضان المبارک ١٤٤٧ھ جمعرات

شمارہ نمبر ٧٨
ISSUE (78)

جمہوریت صرف ایک سیاسی نظام نہیں بلکہ معاشی اور سماجی ترقی کی بنیاد ہے: صدر پوڈیل

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

صدر رام چندر پوڈیل نے کہا ہے کہ جمہوریت محض ووٹ ڈالنے یا حکومت بدلنے کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک ایسا فریم ورک ہے جو عوامی فلاح و بہبود کو یقینی بناتا ہے۔صدر رام چندر پوڈیل نے امید ظاہر کی ہے کہ یوم جمہوریت پائیدار امن، گڈ گورننس، ترقی اور خوشحالی کے قومی اہداف کے حصول میں مدد کرے گا۔نیشنل ڈیموکریسی ڈے، 2082 کے موقع پر نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے، صدر پوڈیل نے ان تمام لوگوں کے لیے اپنے احترام کا اظہار کیا جنہوں نے نیپال کی خودمختاری، جغرافیائی سالمیت، قومی مفاد، عزت نفس اور جمہوریت کے لیے مختلف تحریکوں میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ یوم جمہوریت پائیدار امن، گڈ گورننس، ترقی اور خوشحالی کے قومی اہداف کے حصول میں مدد کرے گا۔صدر پوڈیل نے ہر ایک س 5 مارچ کو ہونے والے ایوان نمائندگان کے انتخابات کی کامیابی میں اپنا حصہ ڈالنے کی اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ آئین، جمہوریت، گڈ گورننس اور عوام کی مطلوبہ تیز رفتار ترقی کی راہ ہموار کرنا سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔صدر پوڈیل نے کہا کہ یہ دن نیپال کی تاریخ میں ایک قابل فخر اور ناقابل فراموش دن کے طور پر منایا جاتا ہے کیونکہ یہ یقین کہ ملک کی خودمختاری عوام کو حاصل ہونی چاہیے عوام کی جدوجہد اور شہداء کی قربانیوں سے قائم ہوئی تھی۔ یہ بتاتے ہوئے کہ 2007 کا انقلاب وفاقی جمہوری جمہوریہ کے قیام کی ایک اہم بنیاد تھی جسے طویل جدوجہد اور قربانیوں کے ذریعے حاصل کیا گیا تھا اور موجودہ آئین کی تشکیل کے لیے جو عوام نے خود تیار کیا تھا، انہوں نے کہا کہ یوم جمہوریت شہری حقوق کی اہمیت کو برقرار رکھے گا اور شہداء کی لازوال داستان کو ہمیشہ یاد دلاتا رہے گا جمہوریت سماجی انصاف، مساوات کو فروغ دیتی ہے، سماجی ہم آہنگی اور خوشحالی، بشمول وسیع اس سے قومی یکجہتی مزید مضبوط ہوگی۔نیپال کا آئین ایک وفاقی جمہوری نظام قائم کرتا ہے۔

انتخابی سامان اور بیلٹ پیپرز 75 اضلاع میں پہنچادیے گئے

شفیق رضا

کاٹھمانڈو: رواں ماہ کی 21 تاریخ کو ہونے والے نمائندگان کے انتخاب کے لیے 75 اضلاع میں انتخابی سامان سمیت بیلٹ پیپرز پہنچا دیے گئے ہیں۔الیکشن کمیشن کے مطابق کاٹھمانڈو اور بھکت پور کے علاوہ تمام اضلاع میں بیلٹ پیپرز سمیت

سامان پہنچا دیا گیا ہے۔ کمیشن کے اسسٹنٹ ترجمان کل بہادر جیسی نے آر ایس ایس کو بتایا کہ 'پہلے آیئے پہلے پایئے اور 'متناسب انتخابی نظام' کے بیلٹ پیپرز 75 اضلاع میں پہنچا دیے گئے ہیں۔کاٹھمانڈو اور بھکت پور کے انتخابی دفاتر میں انتخابی سامان اور بیلٹ پیپرز جمعرات کو پہنچائے جائیں گے

تمام نیپالی خبریں ہماری ٹیم کی جانب سے تصدیق و تحقیق کے ساتھ شائع کی جارہی ہیں

تفریق واخراج جمہوریت کی بنیادوں کو کمزور کرتی ہے۔وزیر اعظم

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

وزیر اعظم سشیلا کارکی نے میں جمہوری اقدار اور سماجی انصاف کے حوالے سے اہم بیانات دیے ہیں۔ نیپال کے 76 ویں یومِ جمہوریت کے موقع پر اپنے خطاب میں انہوں نے واضح کیا کہ "ناانصافی، تفریق اور اخراج کے ساتھ جمہوریت زندہ نہیں رہ سکتی۔وزیر اعظم سشیلا کارکی نے کہا ہے کہ جمہوریت کی روح ختم ہو جائے گی کیونکہ عام لوگوں کو مسلسل نظرانداز کیا جارہا ہے۔جمعرات کو سینک منچ تندی خیل میں یوم جمہوریت کے موقع پر منعقدہ پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے
وزیر اعظم کرکی نے کہا کہ جہاں عام لوگ نظر انداز ہوتے ہیں، پسماندہ شہری ذلیل ہوتے ہیں، اور جو لوگ اقتدار کے ذائقے میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں، وہاں جمہوریت کی روح مرجھا جاتی ہے۔مزید یہ کہ جمہوریت پسماندہ، ناقابل رسائی اور محروم کمیونٹیز کے ساتھ ناانصافی، امتیازی سلوک اور اخراج کو برقرار رکھ کر زندہ نہیں رہ سکتی۔وزیر اعظم کرکی نے کہا کہ یوم جمہوریت مناتے ہوئے اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ 2007ء کی کامیابیاں 2017ء میں کیوں چھین لی گئیں، 2036ء، 2046ء، 63/2062 اور پھر 2082ء میں عوام کو سڑکوں پر کیوں آنا پڑا۔ایسا کیوں ہوا کہ اس بار بھی جین جی نوجوانوں نے گولیوں کی پرواہ کیے بغیر آواز بلند کی۔۔وزیر اعظم کارکی نے کہا کہ نظریہ میں جمہوریت کے باوجود عملی طور پر امتیازی سلوک کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ آئین میں مساوات لکھ کر ڈھانچے میں عدمساوات کو برقرار رکھا جارہا ہے، وہی طبقہ مستقل طور پر اقتدار پر قابض رہتا ہے، وسائل پر اجارہ داری قائم کرتا ہے اور ریاستی ڈھانچے میں ہیرا پھیری کرتا رہتا ہے۔انہوں نے کہا کہ بدعنوانی کا ایسا کلچر ریاست میں اعتماد کو کھونے اور بغاوت کا باعث بنے گا۔یہاں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔بجٹ کی تقسیم میں من مانی کو یاد رکھیں۔تناسب انتخابی نظام سے ترجیحی طور پر مستفید ہونے والوں کی فہرست کا جائزہ لیتے ہیں۔

حکومت کا عام انتخابات کے پیش نظر ملک بھر میں 4تا6مارچ تین روزہ عام تعطیل اعلان

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

حکومت نے 5 مارچ 2026 کو ہونے والے ایوانِ نمائندگان (پارلیمانی) کے عام انتخابات کے سلسلے میں 4تا6 مارچ تین روزہ ملک گیر عام تعطیل کا باقاعدہ اعلان کر دیا ہے۔ آئندہ 5 مارچ 2026 کو منعقد ہونے والے نمائندہ سبھا کے انتخاب کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نیپال نے پورے ملک بھر میں 4 تا6 مارچ 2026 کو تین دن کی سرکاری عام تعطیل دینے کا فیصلہ کیا ہے۔منگل کو منعقدہ کابینہ کے اجلاس میں یہ طے پایا کہ انتخاب کی پیشگی تیاری، یوم رائے دہی اور اس کے اگلے دن تک سرکاری سرگرمیاں معطل رکھی جائیں گی تاکہ عوام الناس بآسانی اپنے آبائی علاقوں جاکر حق رائے دہی استعمال کر سکیں۔یہ فیصلہ الیکشن کمیشن کی سفارش پر کیا گیا، جس کا مقصد خاص طور پر سرکاری ملازمین، اساتذہ اور نجی شعبے سے وابستہ افراد کو اپنے ضلع اور گاؤں پہنچ کر ووٹ ڈالنے میں سہولت فراہم کرنا ہے۔حکومتی ذرائع کے مطابق اس اقدام سے انتخابی شرکت میں نمایاں اضافہ متوقع ہے اور جمہوری عمل مزید مضبوط ہوگا۔کابینہ کے اس فیصلے کے بعد ملک بھر کے تمام سرکاری و نیم سرکاری ادارے اور تعلیمی مراکز فاگن 20 سے 22 تک بند رہیں گے۔چونکہ بیشتر پولنگ اسٹیشن اسکولوں میں قائم کیے جاتے ہیں اور اساتذہ کو انتخابی ذمہ داریوں میں تعینات ہونا ہوتا ہے، اس لیے تدریسی سرگرمیاں مکمل طور پر معطل رہیں گی۔الیکشن کمیشن نے سو فیصد ووٹنگ کی حوصلہ افزائی اور انتخابی سلامتی کو یقینی بنانے کے لیے حکومت کو تعطیل کی سفارش کی تھی۔ وزارت داخلہ کے مطابق انتخابی ایام میں ممکنہ ٹریفک دباؤ اور سکیورٹی حساسیت کو مدنظر رکھتے ہوئے تعطیل کے دوران ہنگامی خدمات کے سوا تمام عمومی خدمات معطل رہیں گی۔حکام کا کہنا ہے کہ یہ پیشگی اور جامع انتظامات نہ صرف ووٹروں کو سہولت فراہم کریں گے بلکہ ملک میں پرامن، منظم اور بھرپور عوامی شرکت کے ساتھ انتخابی عمل کو کامیاب بنانے میں بھی کلیدی کردار ادا کریں گے۔

الیکشن کمیشن کا عام انتخاب سے 72 گھنٹے قبل نیپال بھارت ونیپال چین سرحدیں بندرکھنے کا فیصلہ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو الیکشن کمیشن نے 5 مارچ 2026 کو ہونے والے عام انتخابات کے شفاف اور پُرامن انعقاد کو یقینی بنانے کے لیے بھارت اور چین کے ساتھ ملحقہ تمام سرحدی راستوں کو پولنگ سے 72 گھنٹے قبل سیل کرنے کا باقاعدہ فیصلہ کیا ہے۔منگل کے روز الیکشن کمیشن میں منعقدہ اعلیٰ سطحی انتخابی سلامتی کمیٹی کے اجلاس میں اس امر پر اتفاق کیا گیا کہ سرحدی آمدورفت کی عارضی بندش سے غیر مجاز نقل و حرکت، بیرونی اثراندازی اور انتخابی بے ضابطگیوں کے امکانات کو مؤثر طور پر روکا جا سکے گا۔اجلاس میں شریک ایک سینئر عہدیدار کے مطابق یہ پابندی براہ راست ووٹنگ سے تین دن قبل نافذ العمل ہوگی۔اجلاس کی صدارت قائم مقام چیف الیکشن کمشنر رام پرساد بھنڈاری نے کی، جبکہ الیکشن کمیشن کے سیکریٹری کرشن بہادر راوت، نیپال پولیس کے چیف دان بہادر کارکی، مسلح پولیس کے آئی جی راجو آریال، قومی تحقیقاتی محکمہ کے سربراہ اور نیپالی فوج کے نمائندے بھی شریک ہوئے۔
اجلاس میں انتخابی نظم و ضبط برقرار رکھنے کے لیے نشیلی اشیاء کی فروخت پر پابندی عائد کرنے کی تجویز پر بھی سنجیدہ غور کیا گیا، جس کے بارے میں الیکشن کمیشن جلد باضابطہ اعلامیہ جاری کرے گا۔ہر سال بھارت کے ضلع سیتامڑھی سے ہزاروں یاتری پیدل جنکپور کے جانکی مندر پہنچتے ہیں اور فاگن 18 کو واپس لوٹتے ہیں۔ چونکہ اس مرتبہ ہولی کا تہوار انتخابی ''خاموشی مدت'' میں واقع ہو رہا ہے، اس لیے مذہبی روایات کے احترام اور انتخابی ضابطۂ اخلاق کے نفاذ کے درمیان متوازن حکمت عملی اختیار کرنے پر زور دیا گیا۔اجلاس میں بھارتی نمبر پلیٹ والی گاڑیوں کی آمدورفت محدود کرنے کے معاملے پر بھی غور کیا گیا، تاہم یہ اختیار الیکشن کمیشن کو دیا گیا کہ وہ طے کرے کہ غیر ملکی رجسٹریشن والی گاڑیوں پر پابندی کب سے نافذ کی جائے۔انتخابی حکام کے مطابق ان جامع، پیشگی اور غیر معمولی اقدامات کا مقصد ملک میں انتخابی عمل کو مکمل طور پر پرامن، شفاف اور عوامی اعتماد کے مطابق یقینی بنانا ہے تاکہ جمہوری عمل کی ساکھ مزید مستحکم ہو سکے۔

فرار ہونے والے قیدیوں اور لوٹے گئے اسلحے سے انتخابات کی سیکیورٹی کو کوئی خطرہ نہیں۔وزیر داخلہ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

وزیر داخلہ اوم پرکاش آریال نے کہا ہے کہ جین زی احتجاج کے دوران پیدا ہونے والی صورتحال اب مکمل طور پر قابو میں ہے اور اس سے قومی سلامتی یا 5 مارچ 2026 کو ہونے والے انتخابات کو کوئی خطرہ لاحق نہیں۔وزیر داخلہ اوم پرکاش آریال نے کہا ہے کہ جین جی تحریک کے دوران 9 ستمبر کو جیل سے فرار ہونے والے قیدی اور لوٹے گئے ہتھیار اب سیکورٹی چیلنج نہیں ہیں۔وزیر داخلہ آریال نے کہا کہ فرار ہونے والے قیدی اور چوری شدہ ہتھیار انتخابات کے لیے سیکورٹی چیلنج نہیں ہیں۔انہوں نے کہا کہ "میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ فرار ہونے والے قیدی اور گزشتہ ستمبر میں جین جی تحریک کے دوران لوٹے گئے ہتھیار اب سیکورٹی چیلنج نہیں ہیں۔ وزیر داخلہ آریال نے یہ بھی کہا ہے کہ سیکورٹی ایجنسیوں نے کارروائیاں تیز کر کے زیادہ تر فرار ہونے والے قیدیوں کو دوبارہ حراست میں لے لیا ہے اور لوٹا گیا بڑی مقدار میں اسلحہ بھی برآمد کر لیا گیا ہے۔وزیر داخلہ آریال نے یہ بھی کہا ہے کہ پولیس اور متعلقہ ادارے فرار ہونے والے قیدیوں کو جیل واپس لانے کے لیے اور بھی سخت محنت کر رہے ہیں۔انہوں نے کہا، ان لوگوں کے فرار ہونے اور دوبارہ جرائم کرنے اور ان ہتھیاروں کے استعمال کی کوئی رپورٹ نہیں ملی ہے۔اس لیے اب اس قسم کے عدم تحفظ کا کوئی خوف نہیں ہے، انتخابات کو پرامن بنانے کے لیے نیپالی فوج کے تقریباً 80,000 اہلکار تعینات کیے جارہے ہیں، جو پہلی بار بیلٹ پیپرز کی ترسیل کی ذمہ داری بھی سنبھالیں گے۔ستمبر 2025 کے ہنگاموں کے دوران تقریباً 14,000 قیدی مختلف جیلوں سے فرار ہوئے تھے اور پولیس اسٹیشنز سے 1,200 سے زائد ہتھیار چھین لیے گئے تھے، جس کے بعد سیکیورٹی حکام نے شدید تشویش کا اظہار کیا تھا۔

Salmankhan Salmankhan
UPI ID: salmankhansalmankhan97861@okicici

ددھانگ: سبزی لے جانے والی گاڑی سے 153 کلو منشیات برآمد، ملزم گرفتار

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

ددھانگ: سبزیوں کے خالی کریٹس لے جانے والی گاڑی سے بڑی مقدار میں منشیات برآمد کی گئی ہے جس کا نمبر Na 3 Cha 405 تھا جو ستدوبتو سے براستہ ہیٹاؤدہ کی طرف جارہی تھی۔ بھٹی ڈنڈا پولیس اسٹیشن سے تعینات ایک پولیس ٹیم نے باگمتی دیہی میونسپلٹی-3 کے چیپلی میں ایک گاڑی کو روکا اور پایا کہ اس میں مشتبہ طور پر 'جھوٹا نیچے' بنایا گیا ہے۔ پوچھ گچھ کے دوران ڈرائیور اچانک جنگل کی طرف بھاگ گیا۔پولیس نے بتایا کہ جب گاڑی کا دوبارہ معائنہ کیا گیا تو تقریباً 153 کلو گرام (15 تھیلے) منشیات برآمد ہوئیں جو جھوٹے نیچے کے اندر چھپائی گئی تھیں۔ گرفتار شخص کا نام ناگیندر شریستھا (28) ہے جو بٹوال سب میٹروپولیٹن سٹی-7 کا ساکن ہے اور فی الحال ہیٹاؤڈا میں مقیم ہے۔پولیس کا کہنا ہے کہ قبضے میں لی گئی گاڑی اور منشیات کو قبضے میں لے کر مزید تفتیش جاری ہے۔

امریکی حملہ ہوا تو بھرپور جواب دیا جائے گا: ایران

تہران: (نیوز ایجنسی) ایران نے امریکی حملے کی دھمکی پر جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ کسی بھی امریکی حملے کو جارحیت کا اقدام سمجھا جائے گا اور اس کا جواب دیا جائے گا۔واضح رہے کہ صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا تھا کہ وہ ایران پر محدود حملہ کرنے پر غور کر رہے ہیں۔ امور خارجہ کے ترجمان اسماعیل بقائی نے تہران میں ایک بریفنگ میں کہا میں سمجھتا ہوں کہ محدود حملہ نہیں ہوتا، جارحانہ اقدام کو جارحیت ہی سمجھا جائے گا اور کوئی بھی ریاست اپنے فطری دفاعی حق کے تحت شدت سے ایسی جارحیت کا جواب دے گی اور یہی ہم کریں گے۔ مشرق وسطیٰ میں بڑے پیمانے پر امریکی فوجی تقویت کے بعد امریکی فوجی کارروائی کی دھمکیاں کئی گنا بڑھ گئی

ہیں۔ایران کے وزیر خارجہ عباس عراقچی نے سی بی ایس نیوز کو بتایا تھا کہ اگر امریکہ نے ہم پر حملہ کیا تو ہم اپنے دفاع کا پورا حق رکھتے ہیں تاہم انہوں نے کہا کہ مذاکراتی حل کے امکانات کافی اچھے ہیں۔ سوشل میڈیا پر ایران کے صدر مسعود پزشکیان نے بھی کہا کہ پچھلی بات چیتوں نے حوصلہ افزا اشارے دیے ہیں۔ جنیوا میں حالیہ مذاکرات کے ایک دور کے بعد ایران نے کہا کہ وہ ایک مسودہ تجویز تیار کر رہا ہے جو فوجی کارروائی کو ٹال دے گی۔

ایران پر امریکی حملہ قریب آچکا ہے: اسرائیلی عہدیدار

تل ابیب: (ایجنسیاں) ایک اسرائیلی عہدیدار نے کہا ہیکہ ایران پر امریکی حملہ اب قریب آچکا ہے۔ یہ بات منگل کے روز اسرائیلی اخبار یدیعوت آحرونوت نے بتائی۔اخبار نے حالیہ دنوں میں امریکی صدر سے گفتگو کرنے والے ذرائع کے حوالے سے بھی بتایا کہ ھی کہ ٹرمپ ایران کے خلاف فوجی کارروائی کا حکم دینے کی طرف مائل ہیں۔اسی تناظر میں اسرائیلی چینل 12 کے ذرائع نے وضاحت کی ہے کہ تل ابیب نے اضافی محاذ کھلنے کے احتمال کے پیش نظر اپنی تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔اس سے قبل اسرائیلی وزیر اعظم بنجامن نیتن یاہو نے کہا تھا کہ تل ابیب پیچیدہ دنوں سے گزر رہا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان کی حکومت کسی بھی صورتحال کیلئے تیار ہے۔دوسری جانب صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے ''ٹروتھ سوشل'' پلیٹ فارم پر ایک پوسٹ کے ذریعے اس بات کی تصدیق کی کہ اگر امریکہ ایران کے ایٹمی عزائم کے بارے میں اس کے ساتھ کسی معاہدے پر نہ پہنچ سکا تو یہ ایران کیلئے ایک انتہائی برا دن ہوگا۔امریکی صدر نے ان رپورٹس کی صحت سے انکار کیا جن میں جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کے چیئرمین ڈین کین کی جانب سے ایران کے خلاف وسیع فوجی آپریشن کے خطرات سے متعلق انتباہ کا ذکر کیا گیا تھا۔انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ کسی بھی تصادم کی صورت میں امریکہ تہران کو آسانی سے شکست دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔دوسری جانب ایرانی نائب وزیر خارجہ کاظم غریب آبادی نے خبردار کیا ہے ۔انہوں نے اس بات کہ ان کے ملک کے خلاف کسی بھی فوجی کشیدگی کے اثرات صرف ایک ملک تک محدود نہیں رہیں گے پر بھی زور دیا کہ تہران کسی بھی سازش کے خلاف مضبوطی سے کھڑا ہوگا اور اپنا دفاع کرے گا۔اسی دوران یورپی یونین میں خارجہ پالیسی کی سربراہ کایا کالاس نے امریکہ اور ایران کے درمیان ایک لا محدود جنگ کے دائرہ کار سے خبردار کیا ہے۔سوئٹزرلینڈ کا شہر جنیوا آئندہ جمعرات کو امریکہ اور ایران کے درمیان مذاکرات کے تیسرے دور کی میزبانی کرے گا۔ فریقین کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی کے پیش نظر اس دور کو خطرناک ترین قرار دیا گیا ہے۔رپورٹس کے مطابق ایران ایک نئی تجویز پیش کرنے پر کام کر رہا ہے جسے عمان کے وزیر خارجہ بدر البوسعیدی کو پیش کیا جائے گا، لیکن مذاکرات سے باخبر سفارتی ذرائع نے اخبار اسرائیل ہیوم کے سامنے اس بات پر شک کا اظہار کیا ہے کہ ایرانی تجویز میں سابقہ پیشکشوں کے مقابلے میں کوئی بنیادی تبدیلی شامل ہوگی، اور انہوں نے آئندہ دور میں کسی بھی بڑی پیش رفت کے امکان کو مسترد کر دیا ہے۔

اسرائیل پر پابندیاں لگائی جائیں: حماس

غزہ: (یو این آئی) حماس نے بروز منگل جاری کردہ بیان میں نئے اسرائیلی اقدامات کی مخالفت میں تقریباً 20 ممالک کی مشترکہ مذمت کا خیر مقدم کیا اور اسرائیل پر پابندیاں عائد کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔اس ماہ اسرائیل نے، مقبوضہ مغربی کنارے پر کنٹرول سخت کرنے کے لئے، متعصب دائیں بازو کے وزراء کی حمایت سے متعدد اقدامات کی منظوری دی ہے ۔ ان اقدامات میں مقبوضہ مغربی کنارے کی زمین کا بحیثیت ''ریاستی ملکیت'' کے اندراج شروع کرنا اور علاقے کی زمینوں کی براہِ راست اسرائیلی گاہکوں کے ہاتھ فروخت کی اجازت دینا شامل ہے۔واضح رہے کہ پیر کے روز رات دیر گئے ترکیہ، سعودی عرب اور مصر سمیت خطّے کے اہم ممالک اور یورپی ممالک میں سے فرانس اور اسپین سمیت کل 18 ممالک نے حالیہ اقدامات پر اسرائیل کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔مذمتی بیان میں مذکورہ ممالک نے کہا ہے کہ یہ اقدامات علاقے کے زمینی حقائق کو تبدیل کرنے اور ناقابل قبول عملی الحاق میں اضافہ کرنے کی ایک کھُلی کوشش اور فلسطینی ریاست کے قیام اور دو ریاستی حل کے اطلاق کو ہدف بنانے والا ایک ارادی اور براہ راست حملہ ہیں''۔ حماس نے اس مذمّت کو، قبضے کے توسیع پسندانہ منصوبوں کے مقابل، درست سمت میں اُٹھایا گیا قدم قرار دیا اور کہا ہے کہ توسیعی کاروائیاں بین الاقوامی قوانین اور اقوام متحدہ کی متعلقہ قراردادوں کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہیں۔فلسطین تحریکِ مزاحمت حماس نے ایک بیان میں، الحاق، قبضے اور جبری ہجرت کو تقویت دینے والی اسرائیلی پالیسیوں کو رکوانے کے لئے ، مذمّتی بیان میں شامل ممالک سے اسرائیل پر سخت پابندیاں لگانے کی اپیل کی ہے ۔حماس نے کہا ہے کہ حالیہ اقدامات مقبوضہ مغربی کنارے اور غزہ میں فلسطینیوں کے خلاف جاری ''اسرائیلی جارحیت'' کا حصہ ہیں۔ تقریباً تین ملین فلسطینیوں کے علاوہ، مغربی کنارے میں بین الاقوامی قانون کی رُو سے غیر قانونی بستیوں اور چوکیوں میں 500,000 سے زائد غیر قانونی اسرائیلی آبادکار رہائش پذیر ہیں ۔ ایکٹیوسٹوں کے مطابق اسرائیل کی موجودہ حکومت نے بستیوں کی توسیع میں تیزی پیدا کی اور 2025 میں 54 بستیوں کی ریکارڈ منظوری دی ہے۔

امریکہ کی فوجی توانائی صرف پانچ دنوں میں ختم ہو جائے گی

واشنگٹن : (ایجنسیاں) برطانوی اخبار فینانشل ٹائمز نے اسرائیلی انٹیلی جنس معلومات کے حوالے سے بتایا ہے کہ موجودہ امریکی فوجی صلاحیتیں ایران کے خلاف صرف چار سے پانچ دنوں کی شدید بمباری کیلئے کافی ہیں۔اخبار نے واضح کیا کہ اگر حملوں کی شدت کم رکھی جائے توامریکی فوجی صلاحیتیں ایک ہفتے تک برقرار رہ سکتی ہیں اور اس میں مشرق وسطیٰ میں امریکی طیارہ بردار بحری جہاز ''یو ایس ایس جیرالد آر فورڈ'' کی دوبارہ تعیناتی کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔اخبار نے اس جانب بھی اشارہ کیا کہ اس تصادم کے نتیجے میں امریکی فوج کا جانی نقصان ہو سکتا ہے، جو صدر ٹرمپ کی حمایت کرنے والی بنیاد ''امریکہ کو دوبارہ عظیم بنائیں'' (MAGA) کیلئے نقصان دہ ثابت ہوگا۔واضح رہے کہ امریکہ اور ایران کے درمیان مذاکرات کا دوسرا دور 17 فروری کو سلطنت عمان کی ثالثی میں جنیوا میں منعقد ہوا تھا۔ ایرانی وزیر خارجہ عباس عراقچی کے مطابق، فریقین نے متعدد امور پر مفاہمت حاصل کر لی ہے اور ان معاہدوں کو ایٹمی پروگرام سے متعلق مستقبل کے مجوزہ معاہدے میں شامل کیا جا سکتا ہے۔دوسری جانب امریکی نائب صدر جے ڈی وینس نے کہا ہے کہ مشاورت کئی پہلوؤں سے بہتر رہی ہے، لیکن تہران ابھی ان اصولی مواقف کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہے جو وائٹ ہاؤس کی جانب سے طے کیے گئے ہیں۔اس سے قبل اسرائیل اور امریکہ نے اس بات پر اصرار کیا تھا کہ ایران نہ صرف اپنے ایٹمی پروگرام کی ترقی سے دست بردار ہو، بلکہ بیلسٹک میزائلوں کی تیاری اور مشرق وسطیٰ میں ایران نواز قوتوں کی حمایت بھی ختم کرے۔توقع ہے کہ ایرانی اور امریکی وفود کے درمیان مذاکرات کا نیا دور 26 فروری کو جنیوا میں منعقد ہوگا۔دوسری طرف امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے ان رپورٹوں کو بے بنیاد قرار دیا ہے جن میں بتایا گیا تھا کہ جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کے چیئرمین نے ایران کے خلاف کسی بڑی کارروائی کے خطرات سے متعلق انتباہ جاری کیا ہے۔انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ کسی بھی تنازعہ کی صورت میں واشنگٹن تہران کو آسانی سے شکست دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔پیر کے روز اپنے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ٹروتھ سوشل پر ایک پوسٹ میں ڈونالڈ ٹرمپ نے کہا کہ جنرل ڈین کین ہم سب کی طرح جنگ نہیں چاہتے، لیکن اگر فوجی سطح پر ایران کے خلاف کسی اقدام کا فیصلہ کر لیا گیا، تو ان کی نظر میں یہ ایک ایسی جنگ ہے جسے آسانی سے جیتا جا سکتا ہے۔ صدر نے مزید کہا کہ ایران کے بارے میں فیصلہ وہ خود کرتے ہیں، اور اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اگر ایران کسی معاہدے پر نہ پہنچا تو اسے ایک انتہائی برے دن کا سامنا کرنا پڑے گا۔انہوں نے واضح کیا کہ وہ ایران کے ساتھ معاہدے کو ترجیح دیتے ہیں، اور ان کے مطابق اس کا متبادل بہت برا ہے۔یہ بیان ایسے وقت سامنے آیا ہے جب دو باخبر ذرائع نے بتایا تھا کہ امریکی جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کے چیئرمین جنرل ڈین کین نے صدر ڈونالڈ ٹرمپ اور اعلیٰ حکام کو مطلع کیا ہے کہ ایران کے خلاف کسی بھی فوجی مہم میں سنگین خطرات لاحق ہو سکتے ہیں، جن میں سب سے نمایاں طویل مدتی تنازعہ میں الجھنے کا امکان اور امریکی جانی نقصان ہے۔تاہم صدر نے اس کی تردید کی ہے۔ایک امریکی عہدے دار نے بتایا کہ ٹرمپ نے تہران کے حوالے سے دستیاب آپشنز کا جائزہ لینے کیلئے مشیروں کا ایک محدود حلقہ تشکیل دیا ہے، بالکل اسی طریقہ کار کی طرح جو انہوں نے پہلے وینزویلا کے صدر نکولس مادورو کے خلاف کارروائی پر غور کرتے وقت اپنایا تھا۔ اس کا مقصد ایسے متبادل تیار کرنا ہے جو انہیں اثر و رسوخ بڑھانے اور خطرات کم کرنے کے درمیان توازن برقرار رکھتے ہوئے نقل و حرکت کی گنجائش فراہم کریں۔دوسری جانب امریکی انتظامیہ کے ایک سینئر عہدے دار کے مطابق امریکی سینٹرل کمانڈ کے سربراہ ایڈمرل بریڈ کوپر کو ایرانی معاملے سے متعلق نجی ملاقاتوں میں مدعو نہیں کیا گیا اور نہ انہوں نے جنوری کے آغاز میں بحران شروع ہونے کے بعد سے صدر سے بات کی ہے۔

پوتن نے تیسری عالمی جنگ شروع کردی: زیلنسکی

کیف: (ایجنسیاں) ولادیمیر زیلنسکی نے کہا ہے کہ روسی صدر ولادیمیر پوتن نے اپنے اقدامات سے تیسری عالمی جنگ کا آغاز کر دیا ہے اور اگر انہیں نہ روکا گیا تو اس کے اثرات پوری دنیا پر مرتب ہوں گے۔ برطانوی نشریاتی ادارے بی بی سی کو دیے گئے ایک انٹرویو میں زیلنسکی کا کہنا تھا کہ روس کی جارحیت صرف یوکرین تک محدود نہیں رہے گی۔ان کے بقول پوتن کے عزائم خطہ سے آگے تک پھیلے ہوئے ہیں، اس لیے عالمی برادری کو متحد ہو کر سخت اور مؤثر اقدامات کرنا ہوں گے۔یوکرینی صدر نے زور دیا کہ روسی قیادت کو روکنے کا واحد راستہ مضبوط فوجی اور معاشی دباؤ ہے۔انہوں نے کہا کہ اگر دنیا نے بروقت اور بھرپور رد عمل نہ دیا تو صورتحال مزید سنگین ہو سکتی ہے۔ زیلنسکی کے مطابق روس کو یوکرین پر قبضہ کرنے سے روکنا صرف ان کے ملک ہی نہیں بلکہ عالمی امن کے لیے بھی ایک بڑی کامیابی ہوگی۔ دوسری جانب یوکرینی حکام نے بتایا ہے کہ جنوبی شہر اوڈیسہ پر روسی ڈرون حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں دو افراد ہلاک جبکہ تین زخمی ہو گئے۔ حکام کے مطابق حملے میں رہائشی عمارتوں کو بھی نقصان پہنچا اور امدادی ٹیمیں فوری طور پر موقع پر پہنچ کر متاثرین کو طبّی سہولیات فراہم کر رہی ہیں۔ یوکرینی حکام کا کہنا ہے کہ حالیہ دنوں میں روسی ڈرون اور میزائل حملوں میں شدت آئی ہے، جس کے باعث شہری آبادی کو شدید خطرات لاحق ہیں۔انہوں نے عالمی برادری سے مطالبہ کیا ہے کہ یوکرین کو دفاعی نظام کی فراہمی میں مزید تعاون کیا جائے تاکہ فضائی حملوں کا مؤثر جواب دیا جا سکے۔

ایکواڈور میں سات لوگوں کا گولی مار کر قتل

کوئٹو: (ایجنسیاں) جنوبی امریکہ کے ایکواڈور کے ایک گاوں میں فوجی وردی پہنے مسلح افراد نے کم از کم سات لوگوں کو قتل کر دیا۔ پولیس نے بتایا کہ یہ واقعہ پیر کو مغربی ایکواڈور کے ایک گاوں میں پیش آیا۔ یہ منشیات سے منسلک تشدد کا نیا واقعہ ہے۔دی واشنگٹن ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق، ایکواڈور منشیات کے تشدد سے نبرد آزما ہے۔ایکواڈور میں ایسے حملے اکثر ہوتے رہتے ہیں۔یہ قتل عام منابی گاوں میں ہوا۔ صدر ڈینیل نوبوا نے منشیات مخالف مہمات کی کمان فوج کو سپرد کر دی ہے۔ اس کے باوجود تشدد نہیں تھم سکا ہے۔
پولیس نے کہا کہ پیر کا حملہ علی الصبح ہوا اور سات لوگ گولی لگنے سے ہلاک ہوگئے۔ مہلوکین میں 16 سال کا ایک لڑکا بھی شامل ہے۔بتایا گیا ہے کہ ایکواڈور کوکین اسمگلنگ کا ایک بڑا مرکز بن گیا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ ایکواڈور کا دارالحکومت کوئٹو جنوبی امریکہ میں اینڈیز پہاڑی سلسلے کے درمیان 2,850 میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔کوئٹو اپنے محفوظ تاریخی پرانے شہر کے لیے مشہور ہے۔اسے یونیسکو نے عالمی ثقافتی ورثہ قرار دیا ہے۔

لبنان کو اپنے سویلین انفراسٹرکچر پر اسرائیلی حملوں کا خطرہ

لبنان: (ایجنسیاں) لبنانی حکومت نے کہا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں پائے جانے والے موجودہ حالات کے تناظر میں اور ایران اور اسرائیل کے مابین کشیدگی میں مزید اضافے کی صورت میں اسٹریٹیجک لبنانی انفراسٹرکچر پر اسرائیلی حملوں کا خطرہ ہے

زیلنسکی کو امید، ٹرمپ جنگ میں یوکرین کا ساتھ دیں گے

کیو: (ایجنسیاں) یوکرین کے صدر ولادیمیر زیلنسکی نے پیر کو امریکہ کے صدر ڈونالڈ ٹرمپ سے اپیل کی کہ امریکہ ان کے ساتھ رہے۔ زیلنسکی نے روس کے یوکرین پر حملے کی چوتھی برسی سے ایک دن قبل کیف کے صدارتی محل میں کہا کہ انہیں امید ہے کہ ٹرمپ منگل کو اپنی 'اسٹیٹ آف دی یونین' تقریر میں روس کے خلاف جنگ میں یوکرین کا ساتھ دینے کا اعلان کریں گے۔ سی این این کی رپورٹ کے مطابق، زیلنسکی نے کہا، "ٹرمپ کو یوکرین کے ساتھ رہنا ہوگا۔ یوکرین روس کے صدر پوتن کے خلاف لڑ رہا ہے۔ پوتن ایک جنگ ہیں۔ امریکہ بہت طاقتور ہے۔ وہ سچ میں پوتن کو روک سکتا ہے۔ ہم لڑائی سے تھک چکے ہیں۔ پوتن کے مطالبات کو ماننا کوئی آپشن (متبادل) نہیں ہے۔ ہم پوتن کو وہ سب نہیں دے سکتے جو وہ چاہتے ہیں

ایپسٹین فائلس میں صدر ٹرمپ اور خاتون اول میلانیا کے نام شامل

نیویارک: (ایجنسیاں) بدنامِ زمانی جنسی مجرم جیفری ایپسٹین سے متعلق منظر عام پر آنے والی دستاویزات میں ٹرمپ انتظامیہ کے عہدیداروں اور ٹرمپ کی انتخابی مہم کو عطیہ دینے والے اہم لوگوں کے ساتھ ساتھ خود صدر ٹرمپ اور خاتونِ اول ملانیا ٹرمپ کے نام بھی شامل ہیں۔ جیو نیوز کے مطابق اب تک منظر عام پر آنے والی دستاویزات میں صدر ٹرمپ سے وابستہ کم از کم 11 افراد کے نام بار بار آئے ہیں، ان لوگوں کے خلاف کسی جرم کے ٹھوس ثبوت موجود نہیں لیکن بعض افراد پر چونکا دینے والے رویّوں کے الزامات ہیں جبکہ کچھ نے ایپسٹین سے اپنے تعلقات کے بارے میں جھوٹ بولا ہے۔ غیر سنسر شدہ ایپسٹین فائلز تک رسائی رکھنے والے رکنِ کانگریس جیمی ریسکن کے مطابق ان فائلز میں ٹرمپ کے 10 لاکھ سے زائد حوالہ جات سامنے آئے ۔ نیویارک ٹائمز کے مطابق سنسر شدہ 5300 سے زیادہ فائلوں میں ٹرمپ، ان کی اہلیہ اور فلوریڈا میں واقع ان کے مارالاگو کلب کے 38 ہزار سے زائد حوالہ جات موجود ہیں، حتیٰ کہ ایف بی آئی کی ایک ٹپ شیٹ میں صدر ٹرمپ کا نام جنسی زیادتی کے کئی واقعات میں آیا ہے۔ایپسٹین فائلز کے مطابق امریکی کامرس سیکرٹری ہاورڈ لٹنک اور ایپسٹین 2014 تک کاروباری شراکت دار رہے ، ان کا تعلق صرف کاروبار تک محدود نہیں تھا بلکہ خاندانی روابط بھی تھے ۔ ٹرمپ کے سینٹرز فار میڈیکیئر اینڈ میڈیکیڈ سروسز کے ڈائریکٹر ڈاکٹر مہمت اوز اور اُن کی اہلیہ نے 2016 میں اپنے گھر پر ویلنٹائنز تقریب میں ایپسٹین کو مدعو کیا اور دعوت سے پہلے اوز نے ایپسٹین کو خفیہ کوڈ والی ای میل بھی بھیجی۔اسی طرح ٹرمپ کے ترکی میں امریکی سفیر اور شام کے لیے خصوصی ایلچی ٹام باراک کے حوالے ایپسٹین فائلز میں جگہ جگہ ملتے ہیں اور ان دستاویزات میں ان کا نام 500 سے زائد مرتبہ آیا ہے۔امریکی بحریہ کے وزیر جان فیلن کا نام ایک فلائٹ لاگ میں آیا جس کے مطابق ایپسٹین پر فردِ جرم عائد ہونے سے چند ماہ پہلے اُنہوں نے ایپسٹین کے نجی طیارے پر سفر کیا۔ اسی طرح ٹرمپ کے وزیر صحت رابرٹ ایف کینیڈی جونیئر کا نام ایپسٹین کی ساتھی مجرم گاسلین میکسویل نے خود لیا ہے ۔ ٹرمپ کے نامزد کردہ اگلے ممکنہ فیڈرل ریزرو چیئرمین کیون وارش کا نام ایپسٹین فائلز میں 2010 کی کرسمس پارٹی کے مہمانوں کی فہرست میں شامل ہے۔عالمی شراکت داری کے لیے ٹرمپ کے خصوصی نمائندے زامپولی 2010 تک ایپسٹین کو تقاریب میں مدعو کرتے رہے ۔ گزشتہ سال صدر سے اختلافات کے دوران ارب پتی ایلون مسک نے ٹویٹ کیا تھا کہ ایپسٹین فائلز کے منظرِ عام پر نہ لانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ ٹرمپ اُن میں شامل ہیں تاہم ایلون مسک کا اپنا نام بھی ایپسٹن فائلز میں ایک ہزار سے زائد مرتبہ ہے

وہاٹشپ نمبرات برائے رابطہ
+918795979383۔
+9779817619786
+91 7398 208 053

امریکہ میں برفانی طوفان، سفری نظام درہم برہم

نیویارک: (یو این آئی) امریکہ میں برفباری اور طوفانی ہواؤں کے باعث سفری نظام درہم برہم ہوگیا ، طوفان 150 سال کے دوران 10 بدترین طوفانوں میں سے ایک ہے۔ تفصیلات کے مطابق امریکہ میں شدید برفانی طوفان اور یخ بستہ ہواؤں نے نظام زندگی درہم برہم کردیا ہے، ملک بھر میں ہزاروں پروازیں منسوخ کردی گئیں جبکہ نیویارک کے ایئرپورٹس سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔امریکی میڈیا نے بتایا کہ مشرقی ساحلی علاقوں میں تقریباً 6 کروڑ 90 لاکھ افراد ونٹر الرٹ کی زد میں ہیں، جبکہ شمال مشرقی ریاستوں میں 6 لاکھ سے زائد افراد بجلی سے محروم ہوگئے ہیں۔

وینزویلا کا امریکا سے صدر مادورو کی فوری رہائی کا مطالبہ

کراکس: (ایجنسیاں) وینزویلا نے سخت الفاظ میں صدر نیکولس مادورو اور ان کی جماعت کے کارکنان کی رہائی کا فوری مطالبہ کیا ہے۔وینزویلا کے وزیرِ خارجہ ایوان گل نے اقوامِ متحدہ کی انسانی حقوق کونسل کے اجلاس میں اپنے بیان میں کہا ہے کہ مادورو اور ان کی اہلیہ سیلیا فلورس کو ریاست ہائے متحدہ امریکا نے غیر قانونی طور پر حراست میں لیا، انہیں اب فوراً رہا کیا جانا چاہیے۔ایوان گل نے امریکی کارروائی کو 'سیاسی آپریشن' قرار دیتے ہوئے مزید کہا کہ 3 جنوری کو امریکی فورسز کی مداخلت میں سیکڑوں شہری ہلاک ہوئے اور مادورو کو زبردستی گرفتار کیا گیا جو ایک آئینی صدر ہیں۔ واضح رہے کہ مادورو اور ان کی اہلیہ نیویارک میں امریکی عدالت میں منشیات اسمگلنگ اور دیگر الزامات پر مقدمے کے منتظر ہیں۔

روتہٹ: ہندو۔ مسلم تشدد کے بعد کرفیو نافذ، فوج نے سنبھالا مورچہ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
روتہٹ

ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان پر تشدد جھڑپوں کے بعد روتہٹ ضلع کے گور میں فوج تعینات کردی گئی ہے اور غیر معینہ مدت کا کرفیو لگادیا گیا ہے۔ ضلعی انتظامیہ نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ یہ قدم حالیہ بدامنی کے بعد سیکورٹی اور امن عامہ کو برقرار رکھنے کے لیے اٹھایا گیا ہے۔ روتہٹ کے ضلع مجسٹریٹ دنیش ساگر بھوسال نے کہا کہ کرفیو اگلے

نوٹس تک نافذ رہے گا۔ انتظامیہ صورتحال پر گہری نظر رکھے ہوئے ہے۔ شرپسندوں سے نمٹنے کے لیے فوج کو طلب کر لیا گیا ہے۔ گور میں محدود علاقہ مشرق میں ڈبلوا گیٹ اور مغرب میں لالبا کیا ڈیم تک اور شمال میں بام نہر سے جنوب میں گوڑ کسٹم آفس کی حدود تک محدود ہے۔ اس دائرہ کار میں نقل و حرکت اجتماعات مظاہرے اور کسی بھی قسم کی عوامی سرگرمیاں سختی سے ممنوع ہیں۔ کرفیو سب سے پہلے دوپہر ایک بجے نافذ کیا گیا تھا۔ ہفتہ کو مقامی مسلم طبقے کے افراد اور ہندو شادی کی پارٹی کے ارکان کے درمیان جھگڑے کے بعد۔ حکام کے مطابق صورتحال بڑی حد تک معمول پر آگئی ہے۔ احتیاطی تدابیر کے طور پر اور دیرپا امن کو یقینی بنانے کے لیے کرفیو نافذ کیا گیا ہے۔

بھارتی حکومت نے نیپال مسلح پولیس فورس کو آنسو گیس کے 10,000 سیل فراہم کیے

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو: حکومت ہند نے نیپال کی مسلح پولیس فورس (اے پی ایف کو گرانٹ کے طور پر آنسو گیس کے سیل فراہم کیے ہیں۔ یہ امداد 5 مارچ کو ہونے والے ایوان نمائندگان کے انتخابات کے لیے فراہم کی گئی تھی۔ آرمڈ پولیس فورس کے ڈی آئی جی پرشوتم تھاپا نے بتایا کہ پارلیمانی انتخابات میں استعمال کے لیے بھارتی حکومت سے آنسو گیس کے 10 ہزار سیل موصول ہوئے ہیں۔ ان کا استعمال انتخابات کے دوران سیکورٹی کو مضبوط بنانے کے لیے کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ہندوستانی حکومت نے بھی 538 گاڑیاں نیپال حکومت کو بطور امداد منتقل کی ہیں۔ وزارت داخلہ کے حکام کے مطابق اب تک تمام 538 گاڑیاں نیپال پہنچ چکی ہیں۔ بھارت سے بولیرو جیپ اسکارپیو اور اسکارپیو پک اپ موصول ہوئی ہیں۔ ڈی آئی جی تھاپا نے بتایا کہ نیپال کو موصول ہونے والی گاڑیوں میں سے حکومت نے 93 مسلح پولیس فورس کو فراہم کی ہیں۔ یہ گاڑیاں وزارت داخلہ کے ذریعے 44 اضلاع میں تقسیم کی گئی ہیں۔ تھاپا نے مزید کہا کہ آج 10 اضلاع میں نئی گاڑیاں بھی بھیجی گئیں۔ اس تعاون کو دونوں ممالک کے درمیان سیکورٹی اور انتظامی تال میل کو مضبوط بنانے میں خاص طور پر انتخابات جیسے حساس وقت کے دوران امن و امان کو برقرار رکھنے میں اہم سمجھا جاتا ہے۔

تریبھون ائیرپورٹ: چار منشیات فروش گرفتار، 14.5 کلو گرام چرس برآمد

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

تریبھون بین الاقوامی ہوائی اڈے سے 14.5 کلو گرام چرس کے ساتھ چار لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے تریبھون انٹرنیشنل ایئرپورٹ سیکیورٹی آفس کے ایس پی راجکمار سلوال نے بتایا کہ تین الگ الگ پروازوں سے کھٹمنڈو پہنچنے والے چار ہندوستانی شہریوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ پولیس نے چار مسافروں کو گرفتار کیا جو جمعہ کی صبح 6:30 بجے ایئر انڈیا سے دہلی سے کھٹمنڈو پہنچے، ایک کو ایئر عربیہ سے صبح 8:45 پر اور ایک کو ملائیشین ایئر سے دوپہر 1:15 پر۔ پولیس نے 24 سالہ محمد جنید، 44 سالہ افسانہ امیر حسین شیخ، 43 سالہ ثمینہ اختر بیگ مرزا اور 29 سالہ شاہ زیب احمد کو گرفتار کیا ہے۔ جنید سے 3 کلو 870 گرام چرس، افسانہ اور ثمینہ سے 7 کلو 400 گرام اور شاہ زیب سے 3 کلو 300 گرام چرس برآمد ہوئی۔ پولیس نے ان الزامات کی تحقیقات شروع کردی ہے کہ وہ خفیہ طور پر چرس سمگل کر رہے تھے

وزیر شریستھا کی انسانی اسمگلنگ میں ملوث افراد کے خلاف سخت کارروائی کی ہدایت

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

خواتین، بچوں اور بزرگ شہریوں کی وزیر شردھا شریستھا نے تمام اسٹیک ہولڈرز کو انسانی اسمگلنگ کے خلاف قومی پالیسی 2082 کو مؤثر طریقے سے نافذ کرنے کی ہدایت دی ہے۔ وزارت میں خواتین، بچوں اور بزرگ شہریوں کی وزارت کے زیر اہتمام انسانی اسمگلنگ کے خلاف قومی پالیسی 2082 پر ایک بیداری پروگرام میں، وزیر شردھا شریستھا نے کہا کہ وزارت اور متعلقہ اداروں نے پالیسی بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت نے اسے ترجیح دی اور اس پالیسی کو جلد منظور کر لیا۔ انہوں نے زور دیا کہ انسانی سمگلنگ کے خلاف سب کو مل کر آگے بڑھنا چاہیے۔ اب جبکہ پالیسی تیار ہو چکی ہے، وزیر شریستھا نے زور دیا کہ اب اسے لاگو کیا جانا چاہیے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ محدود وسائل اور طریقہ کار کی پیچیدگیوں کی وجہ سے انسانی سمگلنگ کا شکار ہونے والے شہریوں کو بچانے میں مشکلات کا سامنا ہے۔ انہوں نے نوٹ کیا کہ محدود وسائل اور طریقہ کار کی پیچیدگیوں کی وجہ سے بچاؤ اور رابطہ کاری میں کچھ مشکلات تھیں۔ انہوں نے کہا کہ ایسی صورتحال ہے کہ بازیاب ہونے والی خواتین شکایات درج کرانے سے کتراتی ہیں اور درج کرانے کے بعد بھی ان سے رابطہ نہیں کیا جاتا اور ہر کسی کو اس میں سہولت فراہم کرنی چاہیے۔ انہوں نے انسانی اسمگلنگ کے خلاف قومی پالیسی 2082 کے کامیاب نفاذ پر زور دیا جس میں بہت سے امور شامل ہیں۔

بیرگنج میں تشدد کے بعد لگا کرفیو اٹھالیا گیا۔ جلسوں، کانفرنسوں، اور مظاہروں پر پابندی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
بیرگنج

تشدد جھڑپوں کے بعد کشیدگی پر قابو پانے کے لیے نافذ کرفیو پیر کی شام کو ہٹا دیا گیا۔ تاہم پابندیاں برقرار ہیں، اجتماعات کانفرنسوں، جلوسوں اور مظاہروں پر پابندی ہے۔ موجودہ صورتحال کی روشنی میں پارسا ضلع انتظامیہ نے پیر کی صبح 9:45 بجے سے اگلے نوٹس تک کرفیو نافذ کر دیا تھا۔ سیکورٹی اداروں کی جانب سے حالیہ اطلاعات کے بعد کہ صورتحال پرامن ہے، انتظامیہ نے کرفیو اٹھانے اور بعض شرائط کے ساتھ امتناعی حکم جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ انتظامیہ کے مطابق اگلے چند گھنٹے خصوصی سیکورٹی نگرانی میں ہوں گے۔ کرفیو ہٹائے جانے کے باوجود بیرگنج کے اہم چوراہوں پر سیکورٹی فورسز کو تعینات کیا گیا ہے۔ سماجی ہم آہنگی میں خلل پڑنے کے خدشے کے پیش نظر پولیس نے گشت تیز کر دیا ہے۔ حالات کو قابو میں رکھنے کے لیے بیرگنج کے مستان گھنٹہ گھر اور آدرش نگر علاقوں میں خصوصی چوکسی رکھی جارہی ہے۔ پرسا کے چیف ڈسٹرکٹ آفیسر بھولا دہل نے کہا کہ کسی بھی اجتماع جلوس مظاہرے یا عوامی تقریبات کے انعقاد پر پابندی پیر کی شام 6:30 بجے سے منگل کی صبح 8 بجے تک نافذ رہے گی۔ انہوں نے رہائشیوں سے بھی اپیل کی کہ وہ سوشل میڈیا پر غلط معلومات پھیلانے سے گریز کریں اور مذہبی اور سماجی رواداری کو برقرار رکھیں۔

بدانتظامی اور بدامنی کا دروازہ اب ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گا-روی لامچھانے

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو نیشنل انڈیپنڈنٹ پارٹی (این آئی ایس پی) کے صدر روی لامچھانے نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ انتخابات کے ساتھ ملک میں پھیلی ہوئی بدنظمی اور افراتفری کا 'شٹر' ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک ایسے دور کا آغاز ہے جہاں لوگ نہ صرف لیڈروں کو ووٹ دیں گے، بلکہ ان کے ساتھ 'معاہدے' بھی کریں گے۔ لامیچھانے نے لوگوں کے مسائل کو برسوں سے الیکشن کا واحد ایجنڈا بنا کر الجھانے کے سیاسی عمل کو ختم کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ عوام کے حقوق کا مطالبہ کر کے جو کہ سیاسی بگاڑ اور بے ضابطگیوں میں سے ایک ہے، ہر الیکشن میں منشور میں بنگالی حروف میں لکھنے کا دور ختم کر دے گی۔ عوام کا مطالبہ پورا نہیں ہوتا، لیکن اسے پورا ہونا چاہیے۔ اسی لیے ہم نے اس بار 5 سالہ مستقل حکومت کا مطالبہ کیا ہے۔" انہوں نے کہا کہ نیپال کی تاریخ میں پہلی بار کسی سیاسی پارٹی نے عوام کے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔ "لیڈر عوام سے وعدے کرتے ہیں جو انہیں ووٹ دیتے ہیں اور جو لوگ انہیں ووٹ دیتے ہیں انہیں سزا ملے گی، اب یہ معاملہ نہیں رہا، اب ایسا نہیں رہا، جو لوگ وعدے کرتے ہیں لیکن انہیں پورا نہیں کرتے انہیں سزا ملے گی، عوام کو نہیں۔ اس کے لیے ہم 5 سال کی مستقل حکومت کی توقع رکھتے ہیں۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ سنگھا دربار کے ڈھانچے کو ہی نہیں بلکہ اس کے کام کرنے کے انداز اور ارادوں کو بھی تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کہتے ہوئے کہ پرانی جماعتیں یہ بھرم پھیلا رہی ہیں کہ وہ غریبوں کی بستیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے، انہوں نے سوال کیا کہ 35 سال سے عوام کے خواب چکنا چور کرنے کے لیے ڈوزر کس نے استعمال کیے؟ انہوں نے ووٹروں سے بدعنوانی اور ناانصافی کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لیے براہ راست اور متناسب انتخابات میں 'گھنٹی' کے نشان کے ساتھ ووٹ دینے کی اپیل کی

وینزویلا کا امریکا سے صدر مادورو کی فوری رہائی کا مطالبہ

کراکس: (ایجنسیاں) وینزویلا نے سخت الفاظ میں صدر نیکولس مادورو اور ان کی جماعت کے کارکنان کی رہائی کا فوری مطالبہ کیا ہے۔ وینزویلا کے وزیر خارجہ ایوان گل نے اقوام متحدہ کی انسانی حقوق

کونسل کے اجلاس میں اپنے بیان میں کہا ہے کہ مادورو اور ان کی اہلیہ سیلیا فلورس کو ریاست ہائے متحدہ امریکا نے غیر قانونی طور پر حراست میں لیا، انہیں اب فوراً رہا کیا جانا چاہیے۔ ایوان گل نے امریکی کارروائی کو 'سیاسی آپریشن' قرار دیتے ہوئے مزید کہا کہ 3 جنوری کو امریکی فورسز کی مداخلت میں سیکڑوں شہری ہلاک ہوئے اور مادورو کو زبردستی گرفتار کیا گیا جو ایک آئینی صدر ہیں۔ واضح رہے کہ مادورو اور ان کی اہلیہ نیویارک میں امریکی عدالت میں منشیات اسمگلنگ اور دیگر الزامات پر مقدمے کے منتظر ہیں۔

ہولناک سڑک حادثہ، ندی میں بس گرنے سے 18 افراد ہلاک، 27 زخمی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

ددھانگ اتوار اور پیر کی درمیانی شب ایک ہولناک سڑک حادثہ پیش آیا جس میں کم از کم 18 افراد جان کی بازی ہار گئے اور 27 زخمی ہو گئے۔ پوکھرا سے راجدھانی کاٹھمانڈو آنے والی ایک مسافر بس پرتھوی راج مارگ پر تجوری کے قریب تریشولی ندی میں جا گری۔ حادثہ رات تقریباً ڈیڑھ بجے اس وقت پیش آیا جب بس کاٹھمانڈو سے قریب 90 کلومیٹر مغرب کی سمت سفر کر رہی تھی۔ عینی شاہدین کے مطابق بس اچانک بے قابو ہو کر سڑک سے نیچے جا گری اور سیدھی ندی میں جا سمائی۔ ایس ایس بی (سشستر پولس بل) کے ترجمان بشنو پرساد بھٹ نے بتایا کہ جائے حادثہ سے اب تک 18 برآمد کی ہیں۔ مرنے والوں میں ایک مرد مسافر نیوزی لینڈ کا شہری بھی شامل ہے۔ زخمیوں کو فوری طور پر قریبی طبّی مراکز اور کاٹھمانڈو کے مختلف اسپتالوں میں داخل کرایا گیا ہے۔ زخمیوں میں جاپان اور نیدرلینڈ کی ایک ایک خاتون بھی شامل ہیں۔ بعض زخمیوں کی حالت نازک بتائی جارہی ہے، جس کے باعث ہلاکتوں میں اضافے کا اندیشہ ظاہر کیا جارہا ہے۔ اطلاعات کے مطابق بس میں 40 سے زائد مسافر سوار تھے۔ حادثے کی خبر ملتے ہی نیپال فوج، سشستر پولس بل اور نیپال پولس کی ٹیمیں فوری طور پر موقع پر پہنچ گئیں۔ اندھیری رات، پہاڑی علاقہ اور ندی کا تیز بہاؤ ریسکیو کارروائیوں میں بڑی رکاوٹ ثابت ہوا، تاہم سیکورٹی اہلکاروں نے مقامی لوگوں کے تعاون سے رات بھر اور کی مدد سے نہیں سے رات بھر امدادی مہم جاری رکھی۔ کرین اور دیگر مشینری کی مدد سے بس تک رسائی حاصل کرنے اور پھنسے ہوئے مسافروں کو باہر نکالنے کی کوشش کی گئی۔ ابتدائی جانچ میں شبہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ بس تیز رفتاری کے باعث بے قابو ہوئی اور ڈرائیور گاڑی پر کنٹرول برقرار نہ رکھ سکا۔ تاہم پولیس حکام کا کہنا ہے کہ حادثے کی اصل وجوہات کا تعین تفصیلی تکنیکی جانچ کے بعد ہی ممکن ہو سکے گا۔ حکام نے یہ بھی کہا ہے کہ بس کے بریک سسٹم، سڑک کی حالت اور ڈرائیور کی جسمانی کیفیت سمیت تمام پہلوؤں کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے گا

ایتھنول کی 10 فیصد ملاوٹ سے سالانہ 6 ارب روپے کی بچت ہو گی: وزیر صنعت

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو صنعت تجارت اور سپلائی کے وزیر انیل کمار سنہا نے کہا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات میں 10 فیصد ایتھنول ملا کر نیپال تقریباً 600 کروڑ روپے سالانہ بچا سکتا ہے اور پٹرولیم کی درآمدات کو کم کر سکتا ہے۔ اتوار کو دارالحکومت میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے، انہوں نے کہا کہ پیٹرول کے ساتھ ایتھنول کی ملاوٹ کا فیصلہ طویل مطالعہ اور وسیع بحث کے بعد اب عمل درآمد کے مرحلے تک پہنچ گیا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ اقدام تجارتی خسارے کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ وزیر سنہا نے نوٹ کیا کہ ایتھنول کی ملاوٹ پر گزشتہ دو دہائیوں سے مطالعہ جاری ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پیٹرول میں ایتھنول کی ملاوٹ کے حکم کی فی الحال منظوری دے دی گئی ہے اور پالیسی گزٹ میں شائع ہونے اور نافذ ہونے کے مراحل میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ پیٹرول میں ایتھنول کی ملاوٹ صاف توانائی کی جانب ایک اہم قدم ہے۔ وزیر سنہا نے وضاحت کی کہ پٹرولیم مصنوعات کے ساتھ 10 فیصد ایتھنول کی ملاوٹ سے نیپال کی پٹرول کی درآمد میں سالانہ 130 ملین لیٹر کی کمی ہو سکتی ہے۔ اس سے تقریباً 6 ارب روپے کے برابر زرمبادلہ کی بچت ہو گی۔ اس سے نیپال کے لوگوں کی محنت کی کمائی کی حفاظت ہو گی۔ اس بچتی رقم سے مقامی طور پر ایک نئے معاشی دور کا آغاز ہو سکتا ہے۔

نیپالی کانگریس آئندہ 5 سالوں میں نیپال کو بدعنوانی سے پاک معاشرہ بنائے گی۔ گگن تھاپا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

نیپالی کانگریس کے صدر گگن تھاپا نے اعلان کیا ہے کہ کانگریس کی قیادت میں ملک کو پانچ سال کے اندر بدعنوانی سے پاک کر دیا جائے گا جمعرات کو کانگریس کے عہد پر سوال و جواب کے پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے صدر تھاپا نے کہا کہ بدعنوانی کو ختم کر کے شہریوں کو ہراساں کرنے سے نجات دلائی جائے گی اور حکومت کو جوابدہ بنایا جائے گا۔ گگن تھاپا نے واضح کیا ہے کہ کرپشن میں ملوث ہونے کی صورت میں پارٹی اپنے کسی بھی رہنما یا عہدیدار کو تحفظ فراہم نہیں کرے گی، چاہے وہ کتنا ہی بااثر کیوں نہ ہو۔ کرپشن کے خاتمے کے لیے عوامی خدمات کی فراہمی کو "دفتر مرکز" کے بجائے "شہری مرکز" بنایا جائے گا، جس میں ڈیجیٹل سروسز کا فروغ اور تاخیر کی صورت میں معاوضے کی ادائیگی شامل ہے۔ چیئرمین تھاپا نے کہا کہ اس مقصد کے لیے ایک کمیشن تشکیل دیا گیا ہے اور وہ ان تمام افراد کے اثاثوں کی چھان بین کرے گا جو 2048 انہوں نے کہا، نیپالی کانگریس کا 'کمیشن ہر کسی کی تحقیقات کرتا ہے، ہر کسی کی چھان بین کی جاتی ہے۔ کمیشن کے فیصلوں کو نافذ کرنے میں نہ لیڈروں اور نہ ہی رشتہ داروں کا خیال کیا جاتا ہے۔ اس کی تمام سفارشات پر عمل کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ یقین قائم کرنا ہے کہ اگر عوامی عہدہ پر رہتے ہوئے بدعنوانی کی جاتی ہے تو کئی سالوں کے بعد بھی اسے سزا ملے گی، سے اب تک عوامی عہدوں پر فائز ہیں۔ چیئرمین تھاپا نے کہا کہ کرپشن پر قابو پانے کے لیے بھی قوانین بنائے جائیں گے۔ انہوں نے کہا، اقتدار کے چھ ماہ کے اندر پالیسی کی سطح پر بدعنوانی کا تعین کرے گی۔ مفادات کا ٹکراؤ اور مقررہ وقت کے اندر کام کرنے میں ناکامی کو بدعنوانی سمجھا جائے گا اور اسے قانون بنا کر نافذ کیا جائے گا۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

"حافظ احمد رضا ابن عبد القادر اویسی: مثالی صحافت کی ایک روشن جہت"

از۔اخلاق احمد نظامی
مقام و پوسٹ گلرہا مہنداول
ضلع سنت کبیر نگر

عہدِ حاضر میں جب صحافت محض خبر رسانی نہیں بلکہ فہمِ حالات، دیانتِ قلم اور جرأتِ اظہار کا نام بن چکی ہے، ایسے میں چند نام اپنی محنت، بصیرت اور مسلسل جدوجہد کے سبب نمایاں ہو کر سامنے آتے ہیں۔ حافظ احمد رضا ابن عبد القادر اویسی صاحب کا شمار انہی سنجیدہ، باخبر اور فعال قلمکاروں میں ہوتا ہے جنہوں نے ملک و بیرونِ ملک کے حالات پر گہری نظر رکھتے ہوئے صحافت کو محض پیشہ نہیں بلکہ ایک ذمہ دار مشن بنایا۔

ان کی صحافتی خدمات ہفت روزہ نیپال اردو ٹائمز کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ تیز ترین رپورٹنگ، بروقت تجزیہ، اور حالاتِ حاضرہ پر باریک بینی سے نظر رکھنا ان کی صحافت کا امتیازی وصف ہے۔ ملکی ہو یا بین الاقوامی منظرنامہ، سیاسی، سماجی یا عوامی مسائل۔ کوئی خبر ان کی نظر سے اوجھل نہیں رہتی، ان کی تحریر میں سنجیدگی بھی ہے، توازن بھی، اور قاری کے لیے رہنمائی کا پہلو بھی۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی جھجک نہیں کہ روشن صحافتی روایت کا تسلسل ہمیں حافظ احمد رضا ابنِ عبد القادر اویسی کی صورت میں صاف دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ وہ ابھی نوعمر ہیں، مگر ان کی رپورٹنگ میں جو اعتماد، چابک دستی اور ذمہ داری جھلکتی ہے، وہ غیر معمولی ہے۔ کرائم رپورٹنگ ہو یا ملکی معاملات، اخبار کے پہلے، دوسرے، تیسرے یا چوتھے صفحے پر بروقت، مستند اور مربوط خبریں پہنچانا ان کی محنت اور لگن کا واضح ثبوت ہے۔ کم عمری میں اس قدر سنجیدہ صحافتی شعور جس میں ایڈیٹر حضرت مولانا عبد الجبار علیمی صاحب کی رہنمائی اور ذاتی محنت کا حسین امتزاج معلوم ہوتا ہے۔
نوخیز صحافیوں کے لیے سب سے بڑا سرمایہ حوصلہ افزائی، اعتماد اور درست رہنمائی ہوتی ہے۔ حافظ احمد رضا ابن عبد القادر اویسی کی ابتدائی کاوشیں اس بات کی امید دلاتی ہیں کہ اگر یہی لگن، دیانت اور سیکھنے کا جذبہ برقرار رہا تو وہ مستقبل قریب میں ایک ذمہ دار، باوقار اور باأثر صحافی کے طور پر اپنی شناخت مستحکم کریں گے۔ ان کی یہ کوششیں نہ صرف قابلِ تحسین ہیں بلکہ نئی نسل کے لیے ایک مثبت مثال بھی ہیں۔

حافظ احمد رضا ابنِ عبد القادر اویسی کی تجربہ کار صحافت اور سنجیدہ رپورٹنگ اس حقیقت کی یاد دہانی ہے کہ صحافت ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہونے والا محض ہنر نہیں، بلکہ ایک ذمہ دارانہ فکر، اخلاقی وابستگی اور سماجی شعور کا نام ہے۔ ایسی صحافت ہی معاشرے کو بیدار رکھتی ہے اور سچ کو طاقت عطا کرتی ہے۔

ہم دعا گو ہیں کہ یہ قلم مزید مضبوط ہو، یہ نظر مزید گہری ہو، اور یہ صحافتی سفر دیانت، حق گوئی اور عوامی مفاد کے ساتھ آگے بڑھے۔ یہی حوصلہ افزائی آنے والے کل کی مضبوط اور باوقار صحافت کی ضمانت ہے۔

www.nepalurdutimes.com

ملک نیپال کے عوام کے نام ایک اہم پیغام

محمد علی شیر قادری نظامی
سکونت: روضہ شریف، مہوتری نیپال

21/اکیس گتے پھاگن 2082 بکرمی کو ملک عزیز نیپال میں منعقد ہونے والے چناؤ نہ صرف ایک آئینی اور جمہوری عمل ہے بلکہ یہ قوم کی تقدیر سنوارنے کا ایک سنہرا موقع بھی ہے۔ یہ دن محض ووٹ ڈالنے کا دن نہیں، بلکہ یہ مستقبل کے فیصلے کا دن ہے۔ یہ وہ لمحہ ہے جب عوام اپنی آواز کو طاقت دیتے ہیں اور اپنے ملک کی سمت متعین کرتے ہیں۔ جمہوریت کی بنیاد عوامی رائے پر قائم ہوتی ہے۔ ووٹ ایک امانت ہے، ایک ذمہ داری ہے، اور ایک ایسا حق ہے جس کی حفاظت ہر باشعور شہری کا فرض ہے۔ ایک درست ووٹ ملک کو ترقی، امن اور خوشحالی کی طرف لے جا سکتا ہے، جبکہ غلط انتخاب آنے والے برسوں کے لئے پچھتاوے کا سبب بن سکتا ہے۔

لہٰذا تمام اہلِ وطن سے گزارش ہے کہ وہ اپنے ووٹ کا استعمال سوچ سمجھ کر کریں۔ کسی لالچ، دباؤ، جذباتی نعروں یا وقتی مفادات کے تحت فیصلہ نہ کریں بلکہ امیدوار کے کردار، کارکردگی، نظریات اور ملک و قوم کے تئیں اس کے عزم کو مدِ نظر رکھیں۔ ہمیں ایسے لیڈر اور امیدوار کا انتخاب کرنا چاہیے: جو ملک میں امن و شانتی کے قیام کے لئے مخلص ہو جو تمام طبقات کو ساتھ لے کر چلنے کا جذبہ رکھتا ہو جو مساوات، انصاف اور ہم آہنگی پر یقین رکھتا ہو جو نوجوانوں، خواتین، اقلیتوں اور محروم طبقات کے حقوق کا محافظ ہو جو تعلیم، صحت، روزگار اور معیشت کی مضبوطی کے لئے عملی منصوبہ رکھتا ہو جو ملک کو صحیح سمت میں لے جانے کی صلاحیت اور دیانت رکھتا ہو

ایک اچھا نمائندہ وہ ہوتا ہے جو اقتدار کو خدمت کا ذریعہ سمجھے، نہ کہ ذاتی مفاد کا وسیلہ۔ ہمیں ان لوگوں سے دور رہنا ہو گا جو ذات پات، بھید بھاؤ، دھرم اور فرقہ واریت کے نام پر نفرت پھیلاتے ہیں۔ ایسی سیاست وقتی طور پر جذبات بھڑکا سکتی ہے، مگر طویل مدت میں ملک کو کمزور اور تقسیم کر دیتی ہے۔ نفرت کی سیاست معاشرے میں بداعتمادی، انتشار اور ٹکراؤ کو جنم دیتی ہے۔ یہ بھائی کو بھائی سے اور پڑوسی کو پڑوسی سے جدا کرتی ہے۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ملک کی اصل طاقت اس کی یکجہتی اور تنوع میں پوشیدہ ہے۔ نیپال مختلف زبانوں، ثقافتوں، مذاہب اور روایات کا حسین گلدستہ ہے۔ اس تنوع کو برقرار رکھنا اور اسے مضبوط بنانا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ ہمیں ایسے نمائندے کی ضرورت ہے جو: ہر مذہب اور ہر برادری کا احترام کرے قانون کی بالادستی کو یقینی بنائے سماجی انصاف کے اصولوں پر عمل کرے قومی اتحاد کو فروغ دے ملک کی ترقی اسی وقت ممکن ہے جب سب کو برابر مواقع فراہم ہوں اور کسی کے ساتھ امتیاز نہ ہو۔

خاص طور پر نوجوانوں سے گزارش ہے کہ وہ اس چناؤ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ نوجوان ہی ملک کا مستقبل ہیں۔ آپ کا ایک ووٹ ملک کی پالیسیوں، روزگار کے مواقع، تعلیمی اصلاحات اور آنے والے کل کی سمت کو متعین کر سکتا ہے۔

سوشل میڈیا کی خبروں، افواہوں اور اشتعال انگیز بیانات سے محتاط رہیں۔ معلومات کی تصدیق کریں اور شعور کے ساتھ فیصلہ کریں۔ جمہوریت اس وقت مضبوط ہوتی ہے جب ہر طبقہ اپنی آواز بلند کرے۔ خواتین، اقلیتوں اور دور دراز علاقوں کے شہریوں کو بھی اپنے حقِ رائے دہی کا استعمال بھرپور انداز میں کرنا چاہیے۔ ان کی شرکت ملک کو زیادہ متوازن اور جامع بناتی ہے۔

اکیس گتے پھاگن کا دن ہمارے مستقبل کا دن ہے۔ آئیں عہد کریں کہ:
ہم ووٹ ضرور ڈالیں گے ہم نفرت کی سیاست کو مسترد کریں گے ہم امن، ہم آہنگی اور مساوات کے علمبرداروں کا ساتھ دیں گے ہم ملک کی ترقی اور استحکام کے لئے درست قیادت منتخب کریں گے

یاد رکھیں، آج کا فیصلہ آنے والی نسلوں کی تقدیر بنے گا۔ اس لئے دانشمندی، سنجیدگی اور قومی مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا حقِ رائے دہی استعمال کریں، تاکہ کل ہمیں افسوس نہ ہو بلکہ فخر ہو کہ ہم نے اپنے ملک کے لئے درست انتخاب کیا۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمارے وطن نیپال کو امن، ترقی اور خوشحالی عطا فرمائے اور ہمیں صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

خادم علم وتدریس:
مدرسہ اقبالیہ برکاتیہ لوہارپٹی

سوار (رامپور) میں بچیوں کی جامع تعلیم کا قابلِ اعتماد ادارہ

الحمد للہ ربّ العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔
عصرِ حاضر میں جہاں ایک طرف مادّی ترقی کی دوڑ نے انسانی معاشرے کو نئی راہوں سے روشناس کیا ہے، وہیں دوسری طرف دینی و اخلاقی اقدار کی حفاظت اور بالخصوص بچیوں کی صحیح اسلامی تعلیم و تربیت ایک اہم اور بنیادی ضرورت بن چکی ہے۔ ملتِ اسلامیہ کی صالح اور باکردار بیٹیاں ہی درحقیقت صالح معاشرے کی بنیاد ہوتی ہیں، کیونکہ ایک باعمل اور باشعور بیٹی کل کی مثالی ماں، مربیہ اور سماج کی معمار بنتی ہے۔ اسی احساسِ ذمہ داری کے تحت دینی و عصری تعلیم کے حسین امتزاج کے ساتھ ایک ایسا تعلیمی مرکز قائم کیا گیا جو علم و عمل کا گہوارہ بن کر ابھر رہا ہے۔ اسی مبارک مقصد کے تحت مرکزی درسگاہ جامعہ خوشتر رضائے فاطمہ گرلس اسکول، سوار ضلع رامپور (یوپی) کا قیام عمل میں آیا۔ یہ جامعہ ضلع رامپور کے قصبہ سوار میں واقع ہے اور قلیل مدت میں الحمد للہ دینی، اخلاقی اور تعلیمی میدان میں نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے۔ چند ہی برسوں میں اس ادارے نے اپنی سنجیدہ تعلیمی کاوشوں، منظم نظامِ تربیت اور مخلص اساتذہ کی محنت سے ایک مضبوط اور معتبر شناخت قائم کی ہے۔

جامعہ کا بنیادی مقصد طالبات کو قرآن و سنت کی تعلیمات سے آراستہ کرنا، ان کے اندر صحیح اسلامی عقائد، پاکیزہ اخلاق اور باعمل زندگی کا شعور پیدا کرنا ہے۔ دینی تعلیم میں قرآنِ کریم کی ناظرہ و تجوید، منتخب سورتوں کا حفظ، بنیادی عقائد، فقہی مسائل، سیرتِ نبوی ﷺ اور اسلامی آداب شامل ہیں، تاکہ طالبات دین کی بنیادی سمجھ اور عملی وابستگی حاصل کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عصری تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہندی، انگلش، ریاضی (حساب)، سائنس اور کمپیوٹر کی تعلیم بھی باقاعدہ نصاب کے تحت دی جاتی ہے، تاکہ طالبات زمانۂ حاضر کے تعلیمی معیار پر بھی پورا اتریں اور مستقبل میں اعلیٰ تعلیم کے مواقع سے استفادہ کر سکیں۔ مزید برآں بچیوں کی عملی اور گھریلو مہارتوں کو فروغ دینے کے لیے سلائی اور کڑھائی کا باقاعدہ کورس بھی شاملِ نصاب ہے، کیونکہ ایک باصلاحیت اور خوداعتماد لڑکی کے لیے یہ مہارتیں نہایت مفید اور ضروری ہیں۔ اس طرح جامعہ دینی شعور، عصری آگہی اور عملی مہارت——ان تینوں پہلوؤں کو یکجا کر کے متوازن شخصیت کی تعمیر کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔ جامعہ میں نظم وضبط، پردہ کا اہتمام، بااخلاق ماحول اور تربیتی نگرانی کو خاص اہمیت دی جاتی ہے، تاکہ طالبات نہ صرف علم حاصل کریں بلکہ ایک پاکیزہ اور باوقار اسلامی ماحول میں اپنی شخصیت کو پروان چڑھائیں۔

📢 اعلانِ داخلہ: تمام معزز والدین اور طالبات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ نئے تعلیمی سال کے لیے داخلہ کا آغاز ہو چکا ہے۔ داخلہ کے خواہش مند والدین اور طالبات 10 شوال المکرم تک جامعہ سے رابطہ کریں۔ واضح رہے کہ داخلہ ٹیسٹ کے بعد ہوگا۔ جامعہ کا باقاعدہ آغاز 10 شوال المکرم سے ہوگا۔ لہٰذا بروقت رابطہ فرما کر اپنی بچیوں کے روشن دینی و تعلیمی مستقبل کو یقینی بنائیں۔
داخلہ کے لیے دیئے گئے نمبروں پر رابطہ کریں

مفتی محمد غفران رضا قادری ناظم اعلی جامعہ ہذا
+91 93688 46108
مفتی انیس الرحمٰن حنفی رضوی
ناظم تعلیمات جامعہ ھذا 9517223646
محترم جناب محمد آصف قادری
منیجر جامعہ ھذا
+784008218991

خوش خبری! خوش خبری! خوش خبری!

نونہالان ملت کی اعلیٰ تعلیم و تربیت اور امت کی تعمیر و ترقی کی طرف ایک باہمت قدم
عصری تقاضوں سے لیس تعلیم وتربیت اور تحقیقی شعور کا نیا سنگ میل

*** جامعۃ العلیم الاسلامیہ ***

یہ اعلان کرتے ہوئے بڑی مسرت ہو رہی ہے کہ دینی و عصری اعلیٰ تعلیم و تربیت کے میدان میں بفضلہ تعالیٰ بنام جامعۃ العلیم الاسلامیہ ایک نئے باب کا آغاز ہو رہا ہے، یہ جامعۃ العلیم ان شاء اللہ اپنے تعلیمی سفر کے لیے تیار ہے، جس کا مشن ملت کے نونہالوں کو قدیم صالح اور جدید نافع کے حسین امتزاج کے ساتھ دینی و عصری علوم و فنون کی تعلیم سے آراستہ کرنا اور اخلاقی اقدار کی تربیت دینا ہے۔

وجہ تسمیہ:

ادارہ ہذا کا نام جامعۃ العلیم رکھنے میں بنیادی طور پر تین نکتے مد نظر ہیں:

(الف) اسم باری تعالیٰ سے نسبت
یہ مبارک کلمہ مادۂ علم سے مشتق اور باری تعالیٰ کے اسماء صفاتیہ سے ہے، لہٰذا ادارہ ہذا کے اساتذہ اور طلبہ کے لیے اس کلمۂ مبارکہ سے نسبت مقصود ہے۔

(ب) مبلغ اسلام علامہ عبد العلیم صدیقی علیہ الرحمہ سے نسبت
یہ مبارک کلمہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، عالمی مبلغ اسلام حضرت علامہ الشاہ محمد عبد العلیم کے نام کا جز ہے، جن سے بانی ادارہ ہذا کا بڑا گہرا تعلق ہے اس لیے ان کے اخلاص، ان کی نیکیوں اور ان کے آفاقی پیغام کی برکت مقصود ہے۔

(ج) مبلغ اسلام علیہ الرحمہ سے منسوب ملک و ملت کی عظیم درس گاہ دار العلوم علیمیہ بانی ادارہ ہذا کا مادر علمی ہے لہٰذا اس علمی رشتے کا احیا مقصود ہے۔

اہداف:

عربی، انگلش میڈیم سے علمائے دین کی ایسی مضبوط ٹیم تیار کرنا جو اسلامی علوم وفنون کی مؤثر افہام و تفہیم کر سکے۔
عالمی سطح پر اہل علم ودانش کی ایسی کھیپ تیار کرنا جو مبلغ اسلام علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین اسلام اور انسانیت کی نمایاں خدمات انجام دے سکے. ہند اور بیرون ہند علمی و ثقافتی روابط کرنا اور منہج ازہر شریف سے استفادہ کرتے ہوئے میانہ روی اور اعتدالی فکر کی ترویج و اشاعت کرنا.

نمایاں خصوصیات:

عالمی معیار کا نصاب تعلیم جس میں وقت کی ضرورت کے مطابق ضروری علوم وفنون اور مفید جدید شارٹ کورسز کی شمولیت ہے.
ملک اور بیرونِ ملک سے وابستہ ممتاز اساتذہ اور محققین کی بلا واسطہ یا بالواسطہ تعلیمی وتدریسی خدمات.
جدید ٹیکنالوجی سے مفید استفادہ کرتے ہوئے ڈیجیٹل لائبریری وغیرہ کی سہولیات.
طلبہ کے اندر تحقیقی و تنقیدی سوچ شعور کو پروان چڑھانا اور ان کی پنہاں صلاحیتوں کو نکھارنے کے لیے خصوصی مواقع فراہم کرنا.
نوٹ: سردست ایک فلور کرائے پر لے لیا گیا ہے، جس میں عید کے بعد نئے تعلیمی سال سے درس وتدریس کا کام شروع کر دیا جائے گا.

مستقبل کے عزائم اور منصوبے:

حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے لڑکیوں کی تعلیم کے لئے کالج کا قیام (دینی تعلیم و تربیت اور اسلامی تہذیب وثقافت کی پاسداری کے ساتھ)
جامعۃ العلیم الاسلامیہ کے تحت متعدد شعبوں کا انتظام
مدارس اسلامیہ سے فارغ التحصیل علما کے لیے خصوصی کورسز کا اہتمام
فارغ التحصیل علما کی خصوصی تربیت کر کے انہیں ملک اور بیرون ملک دینی وعصری میدانوں میں تعینات کرانے کی کوشش.
دینی خدمات سے جڑے رہنے کے ساتھ فارغ التحصیل علما کو ملک اور بیرون ملک روزگار کے مواقع فراہم کرانے کی جدوجہد
یتیموں کی مکمل کفالت کرتے ہوئے انہیں اعلی تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنا.
پتہ: زایان ریسیڈنس، گورے گاؤں، وانگنی، امبرناتھ، تھانے، مہاراشٹر، انڈیا

رابطہ نمبر: 9161004725

نیپال میں نفرت انگیز عناصر کا بڑھتا ہوا زور ایک لمحۂ فکریہ!

ایڈیٹر کے قلم سے۔۔۔۔۔

حالیہ مہینوں میں نیپال کے اندرونی حالات نے جس نوعیت کا رخ اختیار کیا ہے، وہ صرف وقتی بے چینی کا معاملہ نہیں بلکہ ایک گہرے سماجی اور سیاسی بحران کی علامت محسوس ہوتا ہے۔ خصوصاً مدھیش پردیش میں پیش آنے والے فرقہ وارانہ واقعات مساجد کو نشانہ بنانا، مذہبی جذبات کو مشتعل کرنا اور اقلیتی آبادی کو خوفزدہ کرنا، اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ معاشرے میں برداشت اور رواداری کی فضا کمزور پڑ رہی ہے۔ یہ صورت حال اس وقت مزید حساس ہو جاتی ہے جب ملک ایک اہم انتخابی مرحلے سے گزر رہا ہو۔

انتخابات کسی بھی جمہوری ریاست میں عوامی رائے کی تجدید اور پالیسیوں کی سمت متعین کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ مگر جب انتخابی ماحول میں الزام تراشی، اشتعال انگیزی اور مذہبی یا نسلی شناخت کو سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جائے تو جمہوریت کی روح مجروح ہوتی ہے۔ نیپال میں حالیہ انتخابی سرگرمیوں کے دوران بعض حلقوں کی جانب سے سخت اور تقسیم پیدا کرنے والے بیانات نے ماحول کو مزید کشیدہ کیا ہے۔ یہ خدشہ پیدا ہو رہا ہے کہ کہیں ووٹ بینک کی سیاست ملک کی سماجی ہم آہنگی پر غالب نہ آ جائے۔

مدھیش پردیش کی جغرافیائی اور سماجی اہمیت کے باعث یہاں کی سیاسی سرگرمیاں پورے ملک پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ سرحدی حساسیت، مختلف قومیتی گروہوں کی موجودگی اور معاشی مسائل اس خطے کو ویسے ہی نازک بناتے ہیں۔ ایسے میں اگر مذہبی کارڈ کھیلا جائے یا عوامی جذبات کو بھڑکایا جائے تو اس کے اثرات دور رس ہو سکتے ہیں۔ یہ صرف ایک صوبے کا مسئلہ نہیں رہتا بلکہ قومی استحکام کا سوال بن جاتا ہے۔

یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ نوجوان ووٹرز کی بڑی تعداد اس بار انتخابی عمل میں سرگرم ہے۔ نوجوان نسل تبدیلی، شفافیت اور معاشی مواقع کی خواہاں ہے۔ اگر سیاسی قیادت ان حقیقی مسائل جیسے بے روزگاری، مہنگائی، تعلیم اور صحت، کے بجائے مذہبی یا نسلی تقسیم کو موضوع بنائے گی تو یہ عوامی امنگوں سے انحراف ہوگا۔ ملک کی ترقی اس وقت ممکن ہے جب سیاسی جماعتیں سنجیدہ قومی ایجنڈا پیش کریں، نہ کہ وقتی جذباتی نعروں پر انحصار کریں۔

ریاستی اداروں پر بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو چاہیے کہ وہ انتخابی مہم کے دوران نفرت انگیز تقاریر، جھوٹی خبروں اور اشتعال انگیزی پر کڑی نظر رکھیں۔ سوشل میڈیا کے ذریعے پھیلنے والی افواہیں بھی حالات کو بگاڑنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں، اس لیے بر وقت تردید اور قانونی کارروائی ضروری ہے۔ انصاف کی غیر جانبدارانہ فراہمی ہی عوام کے اعتماد کو بحال رکھ سکتی ہے۔

سیاسی قائدین کو یاد رکھنا چاہیے کہ اقتدار عارضی ہوتا ہے مگر قومی وحدت دائمی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر وقتی سیاسی فائدے کے لیے معاشرے میں دراڑیں ڈال دی جائیں تو ان کو بھرنے میں برسوں لگ جاتے ہیں۔ نیپال کی تاریخ گواہ ہے کہ اس سرزمین پر مختلف مذاہب اور قومیتوں نے مل جل کر زندگی گزاری ہے۔ یہی تنوع اس ملک کی اصل طاقت ہے اور اسے برقرار رکھنا ہی حقیقی قیادت کا امتحان ہے۔

میڈیا، علما، سماجی رہنما اور دانشور بھی اس مرحلے پر اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ذمہ دارانہ صحافت، مثبت مکالمہ اور برداشت کے پیغام کو فروغ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اگر معاشرہ اجتماعی طور پر نفرت کو مسترد کر دے تو کوئی بھی شر پسند قوت دیرپا نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

اختتامیہ کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ نیپال اس وقت ایک نازک مگر فیصلہ کن موڑ پر کھڑا ہے۔ انتخابات کو اگر شفافیت، رواداری اور قومی مفاد کے اصولوں کے تحت منعقد کیا گیا تو یہ ملک کے لیے ایک نئی امید کا دروازہ کھول سکتے ہیں۔ لیکن اگر انتخابی سیاست نفرت اور تقسیم کے بیانیے میں الجھ گئی تو اس کے نتائج طویل المدت عدم استحکام کی صورت میں سامنے آ سکتے ہیں۔

وقت کا تقاضا ہے کہ حکومت، اپوزیشن، ریاستی ادارے اور عوام سب مل کر یہ عہد کریں کہ نیپال کا جمہوری سفر نفرت نہیں بلکہ اتحاد، انصاف اور ترقی کی بنیاد پر آگے بڑھے گا۔ یہی راستہ ملک کو امن اور خوشحالی کی منزل تک پہنچا سکتا ہے۔

رمضان المبارک کا مقصد: تقویٰ، تزکیہ اور تعمیرِ کردار

از: مولانا محمد شمیم احمد نوری مصباحی ناظم تعلیمات: دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف، باڑمیر (راجستھان)

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اپنے جلو میں بے شمار رحمتیں، برکتیں اور مغفرتیں سمیٹے ہوئے اہلِ ایمان پر سایہ فگن ہے۔ یہ وہ بابرکت ساعتیں ہیں جن میں آسمانِ رحمت سے انوار و تجلیات کی موسلادھار بارش برستی ہے اور بندگانِ خدا کو اپنے رب کی طرف رجوع کا سنہرا موقع فراہم ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم نے اس مہینے کے مقصد کو نہایت واضح انداز میں بیان فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ" (البقرہ: ۱۸۳)

یعنی روزوں کی فرضیت کا اصل ہدف "تقویٰ" کا حصول ہے۔

رمضان لفظی اعتبار سے عربی مادہ "رَمَضَ" (ر م ض) سے ماخوذ ہے جس کے معنی شدید گرمی، تپش اور جلانے کے ہیں۔ عربی لغت کی معتبر کتابوں میں "الرَّمَضُ: شِدَّةُ الحَرِّ" یعنی سخت گرمی بیان کیا گیا ہے۔ اہلِ لغت کے مطابق جب عربوں نے مہینوں کے نام مقرر کیے تو یہ مہینہ سخت گرمی کے زمانے میں واقع ہوا تھا، اسی مناسبت سے اس کا نام "رمضان" رکھا گیا۔ اسی اصل معنی کی مناسبت سے بعض اہلِ علم نے فرمایا کہ رمضان گناہوں کو جلا دیتا ہے اور مومن کے باطن کو معاصی کی آلودگی سے پاک کر دیتا ہے۔

بعض اہلِ لغت کا یہ بھی کہنا ہے کہ "رمضان" اس بارش کو بھی کہتے ہیں جو موسم سے پہلے

برس کر زمین کو گرد و غبار سے صاف کر دیتی ہے۔ اس مناسبت سے کہا گیا کہ جس طرح بارش زمین کی گرد و غبار کو دھو کر صاف کر دیتی ہے، اسی طرح رمضان کی عبادات روح کو معاصی و گناہوں کی گرد و آلودگی سے پاک و صاف کر دیتی ہیں۔ اگرچہ یہ تعبیر وعظی و معنوی توجیہ کے طور پر نہایت بلیغ ہے، تاہم اصل لغوی تحقیق شدید گرمی اور تپش ہی کو قرار دیتی ہے۔

گویا یہ ماہِ مقدس گناہوں کو جھلسا دینے اور دلوں کی گرد دھو ڈالنے دونوں معنوی پہلوؤں کا جامع ہے۔

روزہ محض کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ نفس کی خواہشات کو قابو میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خود کو تربیت دینے کا نام ہے۔ عربی میں "صوم" کے معنی رک جانے کے ہیں، یعنی بندہ صبحِ صادق سے غروبِ آفتاب تک صرف کھانے پینے سے ہی نہیں بلکہ آنکھ، کان، زبان اور دل کو بھی برائیوں سے روکے رکھتا ہے۔ یہی حقیقی صوم ہے جو انسان کے اندر حیوانیت کو کم اور انسانیت و نورانیت کو بڑھاتا ہے۔

تقویٰ کیا ہے؟ اس کی بہترین تشریح سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد میں ملتی ہے کہ جیسے خاردار جھاڑیوں سے دامن سمیٹ کر گزرا جاتا ہے، اسی طرح گناہوں سے بچتے ہوئے دنیا کی راہ طے کرنا تقویٰ ہے۔ رمضان ہمیں یہی شعور دیتا ہے کہ ہم اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کریں، آنکھ، کان، زبان اور دل کو گناہوں سے محفوظ رکھیں اور زندگی کو اطاعتِ الٰہی کے سانچے میں ڈھال دیں۔

یہ مہینہ قرآنِ کریم سے خصوصی نسبت رکھتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ" (البقرہ: ۱۸۵)۔

اسی ماہ میں پہلی وحی "اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ" نازل ہوئی اور اسی میں شبِ قدر جیسی عظیم رات رکھی گئی جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ بعض مفسرین کے مطابق قرآنِ کریم لوحِ محفوظ سے لیلۃ القدر میں نازل کیا گیا اور پھر تدریجاً نازل ہوتا رہا۔ لٰہذا رمضان قرآن سے تعلق جوڑنے، اس کی تلاوت، تدبر اور عمل کا عملی مظاہرہ کرنے کا مہینہ ہے۔ رمضان المبارک کو باقی مہینوں کا سردار بھی کہا گیا ہے۔ اسی ماہ میں انبیائے کرام علیہم السلام کی کتابوں کا نزول ہوا، صحیفۂ ابراہیم، تورات اور انجیل کا نزول اسی ماہ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اسی ماہ کی بیس تاریخ کو فتح مکہ جیسا عظیم الشان واقعہ پیش آیا جس نے تاریخ کا رخ بدل دیا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اور قیام کرے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے: "الصوم جنة" یعنی روزہ ڈھال ہے، جب تک اسے گناہوں سے پھاڑا نہ جائے۔ مگر یاد رہے کہ صرف بھوکا پیاسا رہنا مقصود نہیں؛ اگر زبان جھوٹ، غیبت اور بدکلامی سے محفوظ نہ ہو تو روزے کی روح مجروح ہو جاتی ہے۔ اسی لیے فرمایا گیا: «من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في أن يدع طعامه وشرابه»۔

رمضان کی پہلی رات سے ہی رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں، جنت کے دروازے وا ہو جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔

اس ماہ کی ابتدا رحمت، درمیان مغفرت اور آخر جہنم سے نجات ہے۔ افطار کے وقت روزہ دار کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

یہ مہینہ محض انفرادی عبادت کا نہیں بلکہ اجتماعی اصلاح کا بھی مہینہ ہے۔ اس میں رزق میں برکت ہوتی ہے، نیکیوں کا ثواب کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے، نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔ اہلِ ثروت زکوٰۃ و صدقات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، غربا و مساکین کی خبر گیری ہوتی ہے، صلہ رحمی اور خدمتِ خلق کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ رمضان دراصل ایک تربیتی کیمپ ہے۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ کھانے میں اعتدال اختیار کریں، اسراف سے بچیں، راتوں کو موبائل اور فضول مشاغل میں ضائع نہ کریں بلکہ تہجد، تراویح، تلاوتِ قرآن اور ذکر و دعا سے اپنی روح کو منور کریں۔ افسوس کہ ہم نے افطار کی رنگینیوں کو بڑھا لیا مگر سجدوں کی لذت کم کر دی، مجلسوں کو آباد کیا مگر دلوں کو ویران چھوڑ دیا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم رمضان کی اصل روح کو سمجھیں۔ رمضان ہمیں چند بنیادی پیغامات دیتا ہے:

تزکیۂ نفس: خواہشات کو قابو میں رکھ کر روحانیت کو جِلا بخشنا۔

کثرتِ عبادت: نماز، تراویح، تہجد اور نوافل کے ذریعے رب سے تعلق مضبوط کرنا۔

تلاوتِ قرآن: رمضان کو قرآن کا مہینہ بنا کر اپنی زندگی کو اس کے نور سے منور کرنا۔

استغفار و دعا: افطار کے لمحات میں گڑگڑا کر مغفرت طلب کرنا۔

ایثار و سخاوت: محتاجوں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کی خبر گیری کرنا۔

اخلاقی اصلاح: جھوٹ، غیبت، چغل خوری اور فضولیات سے مکمل اجتناب۔

ہمیں چاہیے کہ اس ماہِ مبارک میں اپنے اعمال کا محاسبہ کریں، گزشتہ گناہوں پر ندامت کے آنسو بہائیں، آئندہ کے لیے سچی توبہ کا عہد کریں اور گیارہ مہینوں کے لیے تقویٰ کی پونجی جمع کر لیں۔ اگر رمضان گزرنے کے بعد بھی ہماری نمازیں سنور جائیں، ہماری زبان محفوظ ہو جائے، ہمارے معاملات درست ہو جائیں اور ہمارے کردار میں اخلاص و دیانت پیدا ہو جائے تو سمجھ لیجیے کہ ہم نے رمضان کا مقصد پا لیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں رمضان المبارک کی صحیح قدر کرنے، اس کے مقاصد کو سمجھنے، تقویٰ و تزکیہ کی دولت سے مالا مال ہونے اور تعمیرِ کردار کی حقیقی راہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور اس ماہِ مبارک کو ہمارے لیے نجات کا ذریعہ بنائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین

کیرلا اسٹوری 2 گوز بیانڈ۔ سنیما یا سماجی تقسیم کا نیا باب؟.

از: عبدالحلیم منصور

ہندوستانی سنیما اس وقت ایک ایسے دوراہے پر کھڑا ہے جہاں فن اور سیاست کی سرحدیں دھندلا رہی ہیں۔ کہانی اور بیانیہ اب محض تفریح نہیں رہے بلکہ رائے سازی اور ذہن سازی کے مؤثر اوزار بن چکے ہیں۔ اسی پس منظر میں مجوزہ فلم کیرلا اسٹوری 2 گوز بیانڈ منظرِ بحث بنی ہوئی ہے۔ اس کا ٹریلر جاری ہوتے ہی نہ صرف سماجی حلقوں بلکہ قانونی اور سیاسی میدانوں میں بھی ایک سنجیدہ مکالمہ شروع ہو گیا ہے۔ فلم کی متوقع نمائش 27 فروری کو بتائی جا رہی ہے، مگر اس سے قبل ہی اس کے مندرجات نے ایک بڑی فکری بحث کو جنم دے دیا ہے۔

یہ فلم اپنی پہلی قسط دی کیرلا اسٹوری کے تسلسل کا دعویٰ کرتی ہے۔ پہلی فلم میں پیش کیے گئے اعداد و شمار اور دعووں پر بعد ازاں سوالات اٹھائے گئے اور عدالتی کارروائی کے دوران یہ بات واضح کی گئی کہ بعض اعداد تخلیقی انداز میں پیش کیے گئے تھے، انہیں حتمی سرکاری اعداد قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہی نکتہ اس نئی قسط کے حوالے سے بنیادی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ جب کسی تخلیق کو حقیقی واقعات سے منسوب کیا جائے تو اس کی ذمہ داری محض فنی نہیں بلکہ اخلاقی اور سماجی بھی ہو جاتی ہے۔

ٹریلر کے مناظر میں ایک مخصوص مذہبی شناخت کو اس انداز میں پیش کیا گیا ہے گویا وہ ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت سماجی ڈھانچے کو متاثر کر رہی ہو۔ مکالموں کی ساخت، پس منظر کی موسیقی اور مناظر کی ترتیب مجموعی طور پر ایک خوف اور خطرے کا تاثر پیدا کرتی ہے۔ سوال یہ نہیں کہ کسی مسئلے کو موضوع کیوں بنایا گیا؛ اصل سوال یہ ہے کہ اسے کس زاویے سے اور کس توازن کے ساتھ پیش کیا گیا۔ اگر چند واقعات کو پورے معاشرے کی علامت بنا دیا جائے تو تصویر یک رخی ہو جاتی ہے، اور یک رخی تصویر اکثر حقیقت کی مکمل ترجمان نہیں ہوتی۔

کیرالہ کی سرزمین صدیوں سے مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے باہمی اشتراک کی علامت رہی ہے۔ تعلیم، سماجی ترقی اور مذہبی ہم آہنگی کے اشاریوں میں اس ریاست کا نام نمایاں ہے۔ ایسے میں اگر اسے سازشوں اور انتہا پسندی کے مرکز کے طور پر پیش کیا جائے تو فطری طور پر سوالات اٹھتے ہیں۔ ریاستی قیادت کی جانب سے بھی اس نوعیت کی پیشکش پر تحفظات ظاہر کیے گئے ہیں، اور معاملہ عدالتی دائرے تک پہنچ چکا ہے جہاں فلم کے اثرات اور اس کے مواد کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ یہ صورتِ حال اس امر کی دلیل ہے کہ بحث محض جذباتی ردِ عمل نہیں بلکہ آئینی و قانونی پہلو بھی رکھتی ہے۔

سنیما کی قوت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک منظر، ایک جملہ یا ایک کردار برسوں تک ذہنوں میں نقش رہتا ہے۔ اگر کسی کمیونٹی کو بار بار منفی علامت کے طور پر دکھایا جائے تو یہ تاثر رفتہ رفتہ اجتماعی شعور کا حصہ بن سکتا ہے۔ سماجی نفسیات یہی بتاتی ہے کہ دہرایا گیا تصور حقیقت کا درجہ اختیار کرنے لگتا ہے، خواہ وہ جزوی ہو یا مبالغہ آمیز۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روزمرہ تعلقات میں غیر محسوس فاصلے پیدا ہونے لگتے ہیں۔ ایک ہم جماعت، ایک ہمسایہ یا ایک ساتھی ملازم محض فرد نہیں رہتا بلکہ ایک عمومی شبیہ کا نمائندہ سمجھا جانے لگتا ہے۔

یہاں ایک اور پہلو بھی قابلِ توجہ ہے۔ جب کسی بیانیے کو غیر اعلانیہ سیاسی سرپرستی حاصل ہو جائے تو اس کی رسائی اور اثر بڑھ جاتا ہے۔ سرکاری تقاریب، بیانات یا اعزازات اس تاثر کو تقویت دیتے ہیں کہ پیش کردہ مؤقف ہی واحد سچائی ہے۔ اس ماحول میں اختلافی آواز کو اکثر شکوک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ حالانکہ جمہوریت کی اصل روح سوال اٹھانے اور دلیل پیش کرنے میں مضمر ہے۔

مزید یہ کہ ذرائع ابلاغ اور سماجی رابطوں کے پلیٹ فارم اس نوع کے بیانیوں کو چند لمحوں میں لاکھوں لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ ایک ٹریلر کا مختصر سا منظر بھی بار بار شیئر ہو کر ایک مستقل تاثر کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جب جذباتی مناظر اور اشتعال انگیز جملے سیاق و سباق سے ہٹ کر گردش کریں تو وہ حقیقت سے زیادہ اثر انگیز معلوم ہونے لگتے ہیں۔ اس صورتِ حال میں ناظرین کے لیے یہ اور بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ مکمل تناظر کو سامنے رکھ کر رائے قائم کریں، نہ کہ محض چند مناظر کی بنیاد پر فیصلہ صادر کر دیں۔

اسی تناظر میں یہ سوال ناگزیر ہو جاتا ہے کہ آیا سنیما معاشرتی حقیقتوں کو ان کی پوری پیچیدگی کے ساتھ پیش کر رہا ہے یا انہیں سہل اور دو رُخی تقسیم میں سمیٹ رہا ہے۔ معاشرے سیاہ و سفید خانوں میں بند نہیں ہوتے؛ ان کے اندر تاریخی عوامل، سماجی حالات، معاشی محرکات اور انسانی کمزوریاں ایک دوسرے سے جڑی ہوتی ہیں۔ اگر کسی مسئلے کو محض ایک رخ سے دکھایا جائے تو تصویر ادھوری رہ جاتی ہے اور ادھوری تصویر اکثر غلط فہمی کو جنم دیتی ہے۔

متوازن اور ذمہ دار فن کا تقاضا یہ ہے کہ وہ نہ تو حقائق کو چھپائے اور نہ ہی انہیں مبالغے کے پردے میں لپیٹے۔ وہ مشکل سوالات ضرور اٹھائے، مگر ان کی پیشکش میں سنجیدگی، تحقیق اور فکری دیانت کو ملحوظ رکھے۔ جذباتی ہیجان وقتی اثر تو پیدا کر سکتا ہے، لیکن دیرپا اعتماد صرف اسی بیانیے کو حاصل ہوتا ہے جو مختلف زاویوں کو جگہ دے اور ناظر کو سوچنے کا موقع فراہم کرے، نہ کہ اسے کسی طے شدہ نتیجے تک دھکیل دے۔

تخلیقی آزادی ایک مسلمہ حق ہے، مگر ہر حق کے ساتھ ذمہ داری جڑی ہوتی ہے۔ اگر کسی فلم کو حقیقی واقعات سے جوڑا جائے تو اس کی بنیاد مستند اعداد، تحقیقاتی رپورٹوں اور غیر جانب دار شواہد پر ہونی چاہیے۔ سنسنی خیزی وقتی توجہ ضرور حاصل کرتی ہے، لیکن سماجی سطح پر اس کے اثرات دیرپا اور بعض اوقات نقصان دہ ہوتے ہیں۔ نفرت کا بیج بونا آسان ہے، مگر اسے ختم کرنا نسلوں کا کام بن جاتا ہے۔

اس بحث کا ایک مثبت پہلو بھی ہے کہ معاشرہ اب فلم کو محض تفریح نہیں سمجھتا بلکہ اس کے پیغام پر سوال بھی اٹھاتا ہے۔ یہ بیداری جمہوری معاشرے کی علامت ہے۔ اگر سنیما اختلافی موضوعات کو دیانت اور توازن کے ساتھ پیش کرے تو وہ مکالمے کا دروازہ کھول سکتا ہے، مگر اگر وہ تقسیم کو گہرا کرے تو یہ سماجی ہم آہنگی کے لیے چیلنج بن جاتا ہے۔

کیرلا اسٹوری 2 گوز بیانڈ کے گرد جاری گفتگو دراصل اس بڑے سوال کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ہم اپنی ثقافت کو کس سمت لے جانا چاہتے ہیں۔ کیا ہم اسے مشترکہ ورثے، باہمی احترام اور فکری مکالمے کا ذریعہ بنائیں گے یا اسے سیاسی مفاد کے تحت تقسیم کا آلۂ کار بننے دیں گے؟ تاریخ گواہ ہے کہ معاشرے اسی وقت مضبوط ہوتے ہیں جب اختلاف کے باوجود احترام برقرار رہے۔

سچائی کا حسن یہ ہے کہ اسے زیادہ آرائش کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر کسی کہانی میں صداقت اور توازن ہو تو وہ خود اپنا دفاع کر لیتی ہے، اگر اسے مبالغے اور خوف کے سہارے پیش کیا جائے تو سوالات اس کا تعاقب کرتے رہتے ہیں۔ آج کے باشعور ناظر کے لیے ضروری ہے کہ وہ جذبات کے بجائے تحقیق اور دلیل کی روشنی میں رائے قائم کرے۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

haleemmansoor@gmail.com

رمضان آگیا

ہر طرف ہے نور و نکہت ماہِ رمضاں آگیا
عام ہے مولیٰ کی رحمت ماہ رمضاں آ گیا

بند ہیں دوزخ کے دروازے مگر آٹھوں پہر
ہیں کھلے ابوابِ جنت ماہِ رمضاں آگیا

رکھ کے روزہ، لیجیے رب کی عبادت کا مزہ
ہوگی حاصل رب کی قربت ماہِ رمضاں آ گیا

"شہر رمضان الذی" کا فیض لینا ہو اگر
کیجے قرآں کی تلاوت ماہِ رمضاں آ گیا

مار دیجے نفسِ امارہ کو توبہ سے ابھی
قید ہیں شیطاں کی عترت ماہ رمضاں آ گیا

آپ اہلِ زر ہیں تو غربت نوازی کے لیے
خرچ کیجے مال و دولت ماہِ رمضاں آگیا

آپ خلاقِ دوعالم کی رضا کے واسطے
"کیجے دل سے عبادت ماہِ رمضاں آ گیا"

کر کے کارِ خیر رونق نیک یوں بن جایئے
ہر برائی سے ہو نفرت ماہِ رمضاں آ گیا

از قلم
محمد عیسیٰ قادری رونق مصباحی
دارالعلوم نوریہ غوث الوریٰ موہنپور مہوتری نیپال

رمضان المبارک اصلاحِ نفس اور خدمتِ انسانیت کا بابرکت مہینہ: ذکی طارق

بارہ بنکی (ابو شحمہ انصاری)

: مقدس ماہِ رمضان المبارک کی آمد کے موقع پر معروف شاعر، ادیب اور مدیرِ ہفت روزہ "صدائے بسمل" ذکی طارق بارہ بنکوی نے اپنے جاری کردہ بیان میں کہا ہے کہ رمضان المبارک انسان کی روحانی تربیت، اخلاقی اصلاح اور سماجی بیداری کا مہینہ ہے، جو انسان کو صبر، تقویٰ اور خدمتِ خلق کا عملی درس دیتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ روزہ صرف بھوک اور پیاس برداشت کرنے کا نام نہیں بلکہ اپنے نفس پر قابو پانے، دوسروں کے درد کو محسوس کرنے اور معاشرے میں محبت و ہمدردی کو فروغ دینے کا ذریعہ ہے۔ رمضان ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ ہم اپنی زندگیوں میں سادگی، دیانت داری اور برداشت کو فروغ دیں اور باہمی اختلافات کو ختم کر کے بھائی چارے کی فضا قائم کریں۔

انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ اس بابرکت مہینے میں غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور ضرورت مند افراد کی دل کھول کر مدد کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ زکوٰۃ، صدقات اور خیرات کا اصل مقصد معاشرے میں معاشی توازن قائم کرنا اور محروم طبقات کو سہارا دینا ہے، اس لیے رمضان کو صرف رسمی عبادات تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اسے عملی انسان دوستی کا مہینہ بنایا جائے۔

انہوں نے نوجوان نسل کو خصوصی طور پر مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ رمضان المبارک کے دوران اپنی توانائیوں کو مثبت سرگرمیوں میں صرف کریں، سوشل میڈیا پر ذمہ دارانہ رویہ اپنائیں اور معاشرے میں امن، رواداری اور اخلاقی اقدار کے فروغ کا ذریعہ بنیں۔

اپنے بیان کے اختتام پر انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس مقدس مہینے کی رحمتوں اور برکتوں سے ملک و قوم کو مالامال فرمائے، سماج میں اتحاد و یگانگت کو مضبوط کرے اور ہم سب کو رمضان المبارک کے حقیقی پیغام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رفیع احمد قدوائی کی قومی خدمات کو خراجِ عقیدت

ڈاکٹر عمار رضوی کی مزار پر حاضری، یومِ پیدائش پر منعقدہ تقریب میں شرکت

بارہ بنکی (پریس ریلیز/ نیپال اردو ٹائمز بیورو ابو شحمہ انصاری): معروف سیاسی، تعلیمی و سماجی شخصیت، سابق کارگزار وزیر اعلیٰ اتر پردیش، سابق ڈپٹی اسپیکر اسمبلی، سابق وزیر و قائدِ حزبِ رضوی نے کہا کہ رفیع احمد قدوائی کی شخصیت سادگی، دیانت اور عوامی خدمت کی روشن مثال تھی۔ انہوں نے اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ طویل عرصہ اقتدار میں رہنے کے باوجود ان کے خاندان کے پاس ذاتی مکان تک نہیں تھا اور وہ

اختلاف اور رفیع احمد میموریل ٹرسٹ کے صدر ڈاکٹر عمار رضوی نے 18 فروری کو عظیم مجاہدِ آزادی اور سابق مرکزی وزیر رفیع احمد قدوائی کی یومِ پیدائش کے موقع پر منعقدہ تقریبات میں شرکت کرتے ہوئے انہیں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ یہ پروگرام رفیع احمد قدوائی میموریل ٹرسٹ، مسولی، بارہ بنکی کی جانب سے منعقد کیا گیا، جس میں علاقے کے معززین اور عوام کی بڑی تعداد شریک ہوئی۔ اس موقع پر ڈاکٹر رضوی نے مسولی میں واقع مرحوم رفیع احمد قدوائی کی مزار پر حاضری دی، چادر پوشی کی اور ان کی تصویر پر گلِ ہائے عقیدت پیش کر کے سورہ فاتحہ پڑھ کر ان کی قومی و ملی خدمات کو یاد کیا۔ تقریب میں موجود عوام نے آزادیٔ ہند کی جدوجہد میں رفیع احمد قدوائی کی بے مثال قربانیوں اور عوامی خدمات کو نہایت احترام کے ساتھ یاد کیا۔ مقررین نے کہا کہ مرحوم رہنما نے اپنی پوری زندگی ملک کی خدمت، انگریزوں کی غلامی کے خلاف جدوجہد اور عوامی فلاح و بہبود کے لیے وقف کر دی تھی، جس کے باعث آج بھی عوام کے دلوں میں ان کے لیے غیر معمولی محبت پائی جاتی ہے۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر عمار زندگی بھر قرض کے بوجھ کے باوجود عوامی خدمت میں مصروف رہے۔ ان کے دروازے پر آنے والا کوئی شخص کبھی مایوس واپس نہیں لوٹا، جو ان کے بلند کردار اور عوامی وابستگی کا واضح ثبوت ہے۔ ڈاکٹر عمار رضوی نے مزید کہا کہ آج کے دور میں ایسے بے لوث اور اصول پسند قائدین کی زندگی نئی نسل کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان کے نظریات، سادگی اور خدمتِ خلق کے جذبے کو اپنی اجتماعی زندگی کا حصہ بنائیں تاکہ معاشرہ مثبت سمت میں آگے بڑھ سکے۔ تقریب میں ڈاکٹر ہارون رضوی، صابق پرنسپل، شیعہ پوسٹ گریجویٹ کالج، لکھنو، وجے بہادر، جمیل حسن نقوی، راگھورام یادو، رکنِ اسمبلی کے نمائندہ للن ورما، ممتاز کامل قدوائی، توقیر قدوائی، مسعود اشرف، سریندر پانڈے، صبا ظہیر، فاطمہ سبیحہ، طارق قدوائی، ستیش سنگھ، کے کے روبیلا سمیت متعدد معزز شخصیات اور علاقے کے عوام کی بڑی تعداد موجود رہی، جنہوں نے مرحوم رہنما کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ تقریب کا ماحول عقیدت، احترام اور قومی یکجہتی کے جذبات سے معمور رہا، جہاں رفیع احمد قدوائی کی جدوجہد اور عوامی خدمات کو یاد کرتے ہوئے ان کے نقشِ قدم پر چلنے کے عزم کا اظہار کیا گیا۔

رمضان کے تناظر میں لاؤڈ اسپیکر پابندی: قانون، روایت اور حساسیت

تحریر: یوسف شمسی
رابطہ: 9162216560

ہندوستان اپنی مذہبی و ثقافتی تنوع کے باعث دنیا بھر میں ایک منفرد شناخت رکھتا ہے، جہاں مختلف مذاہب کے ماننے والے صدیوں سے باہمی احترام اور رواداری کے ساتھ زندگی گزارتے آئے ہیں۔ اسی تنوع کا تقاضا ہے کہ ریاستی پالیسیاں نہایت توازن، حساسیت اور عدل کے ساتھ مرتب کی جائیں تاکہ کسی بھی طبقے کو یہ احساس نہ ہو کہ اس کے مذہبی شعائر یا روایات نظر انداز کی جا رہی ہیں۔ حالیہ دنوں اتر پردیش میں رمضان المبارک کے حوالے سے سامنے آنے والا معاملہ اسی حساس نوعیت کا حامل ہے، جس نے قانونی تقاضوں اور مذہبی جذبات کے درمیان توازن کے سوال کو ایک بار پھر نمایاں کر دیا ہے۔

اتر پردیش اسمبلی میں حالیہ دنوں پیش آنے والی بحث نے نہ صرف ایک انتظامی فیصلے کو موضوعِ گفتگو بنایا بلکہ اس نے ہندوستانی جمہوریت میں مذہبی آزادی، اقلیتی حقوق اور ریاستی ذمہ داری جیسے بنیادی سوالات کو بھی اجاگر کر دیا ہے۔ رمضان المبارک کے دوران سحری کے اوقات بتانے کے لیے مساجد میں محدود پیمانے پر لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی اجازت دینے کی تجویز کو مسترد کر دیا گیا، جس سے ملک بھر میں مختلف حلقوں میں تشویش اور بحث کا ماحول پیدا ہو گیا۔ حکومت کا کہنا ہے کہ عدالت کے احکامات کی روشنی میں رات کے مخصوص اوقات میں آواز کے آلات کا استعمال ممنوع ہے، اس لیے اجازت دینا ممکن نہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی کوئی گنجائش نہیں یا معاملہ محض انتظامی ترجیح کا ہے؟

رمضان المبارک اسلامی تقویم کا سب سے مقدس مہینہ ہے، جس میں مسلمان روزہ، نماز، تلاوت اور روحانی اصلاح کے ذریعے اپنے رب سے قربت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سحری اس عبادت کا بنیادی حصہ ہے، کیونکہ اسی کے ساتھ روزے کا آغاز ہوتا ہے۔ برصغیر سمیت دنیا کے کئی مسلم معاشروں میں صدیوں سے یہ روایت رہی ہے کہ سحری کے وقت لوگوں کو جگانے یا وقت یاد دلانے کے لیے اجتماعی اعلانات کیے جاتے تھے۔ جدید دور میں اگرچہ گھڑیاں اور موبائل فون عام ہو چکے ہیں، مگر مذہبی روایت کی علامتی حیثیت ختم نہیں ہوتی۔ عبادات کا تعلق صرف سہولت سے نہیں بلکہ اجتماعی شعور اور روحانی ماحول سے بھی ہوتا ہے۔

یہاں اصل نکتہ قانون اور اس کے نفاذ کے انداز کا ہے۔ قانون کا مقصد معاشرے میں نظم قائم کرنا ہوتا ہے، نہ کہ مذہبی روایات کو غیر ضروری طور پر محدود کرنا۔ اگر کسی ضابطے کا اطلاق اس طرح کیا جائے کہ ایک خاص طبقہ خود کو نشانہ محسوس کرے تو اس سے معاشرتی ہم آہنگی متاثر ہوتی ہے۔ دانشمندانہ طرزِ حکمرانی یہی ہوتا ہے کہ قانون کی روح کو برقرار رکھتے ہوئے ایسے عملی راستے نکالے جائیں جن سے کسی مذہبی طبقے کے جذبات مجروح نہ ہوں۔ محدود وقت، کم آواز کی سطح اور مقامی انتظامیہ کی نگرانی جیسے اقدامات کے ذریعے ایک متوازن حل ممکن تھا، مگر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اس پہلو پر سنجیدگی سے غور نہیں کیا گیا۔

یہ بھی قابلِ غور معاملہ ہے کہ ہندوستان جیسے کثیر المذاہب اور کثیر الثقافتی ملک میں ریاستی پالیسیوں کو انتہائی حساسیت کے ساتھ ترتیب دینا پڑتا ہے۔ یہاں ہر مذہب کی اپنی عبادتی روایات اور شعائر ہیں، اور آئینی ڈھانچہ سب کو برابر کے حقوق دینے کا پابند ہے۔ اگر کسی فیصلے سے یہ تاثر پیدا ہو کہ ایک مخصوص مذہبی روایت کو غیر ضروری طور پر محدود کیا جا رہا ہے تو اس سے اعتماد کی فضا متاثر ہوتی ہے۔ ریاست کا کردار محض قانون نافذ کرنا نہیں بلکہ تمام طبقات کو یہ یقین دلانا بھی ہے کہ ان کے عقائد اور روایات محفوظ ہیں۔

مزید یہ کہ اس حقیقت کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ مذہبی معاملات میں سختی اکثر مسائل کو حل کرنے کے بجائے انہیں مزید پیچیدہ بنا دیتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی معاشرے میں مذہبی امور کو حساسیت کے بجائے محض انتظامی زاویے سے دیکھا گیا، وہاں بے چینی اور بداعتمادی نے جنم لیا۔ اس کے برعکس جہاں حکومتوں نے مکالمہ، لچک اور باہمی احترام کو ترجیح دی، وہاں نہ صرف امن و سکون قائم رہا بلکہ ریاست اور عوام کے درمیان اعتماد بھی مضبوط ہوا۔

یہ تاثر بھی بعض حلقوں میں پایا جاتا ہے کہ ریاست میں موجودہ قیادت کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد مذہبی مقامات پر لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے متعلق سختی میں اضافہ ہوا ہے۔ اگرچہ حکومت کی جانب سے اس اقدام کو عدالتی ہدایات اور صوتی آلودگی کے قوانین سے جوڑا جاتا ہے، لیکن عوامی سطح پر یہ بحث جاری ہے کہ آیا ان ضوابط کا اطلاق یکساں طور پر ہو رہا ہے یا نہیں۔ جمہوری معاشروں میں صرف قانون کا نفاذ ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ اس کے نفاذ کا انداز بھی عوامی اعتماد پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی لیے ضروری ہے کہ ریاستی اقدامات شفاف، غیر جانب دار اور سب کے لیے یکساں محسوس ہوں تاکہ کسی بھی طبقے میں احساسِ محرومی پیدا نہ ہو۔

اس تناظر میں دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ حکومت اور مذہبی نمائندوں کے درمیان بامعنی مکالمہ قائم ہو، تاکہ غلط فہمیوں کا ازالہ اور باہمی اعتماد کی فضا بحال ہو سکے۔ اگر انتظامیہ ضابطوں کی پابندی کو برقرار رکھتے ہوئے مذہبی ضروریات کے لیے محدود اور منظم سہولت فراہم کرنے کے امکانات تلاش کرے تو یہ طرزِ عمل نہ صرف آئینی روح سے ہم آہنگ ہو گا بلکہ سماجی ہم آہنگی کو بھی مضبوط کرے گا۔ آخرکار ایک متوازن پالیسی وہی ہوتی ہے جو قانون کی پاسداری کے ساتھ ساتھ شہریوں کے جذبات اور روایات کا احترام بھی یقینی بنائے۔

رمضان کا مہینہ صبر، برداشت اور خیر خواہی کا درس دیتا ہے۔ ایسے مقدس موقع پر اگر ریاست مسلمانوں کو معمولی سی سہولت بھی فراہم کرتی تو اس سے نہ صرف ایک مثبت پیغام جاتا بلکہ بین المذاہب ہم آہنگی کو بھی تقویت ملتی۔ اس معاملے میں سخت مؤقف اختیار کرنے کے بجائے اگر مشاورت کا راستہ اپنایا جاتا تو ایک ایسا حل نکل سکتا تھا جو قانون، نظمِ عامہ اور مذہبی جذبات تینوں کا لحاظ رکھتا۔

آخر میں یہ کہنا مناسب ہو گا کہ کسی بھی ریاست کی اصل کامیابی اس میں نہیں کہ وہ قوانین کو سختی سے نافذ کرے، بلکہ اس میں ہے کہ وہ اپنے شہریوں کے جذبات، عقائد اور روایات کو سمجھتے ہوئے انصاف اور توازن کا مظاہرہ کرے۔ موجودہ معاملہ حکومت کے لیے ایک موقع ہے کہ وہ از سرِ نو جائزہ لے، متعلقہ فریقوں سے بات چیت کرے اور ایسا فیصلہ سامنے لائے جو آئینی اصولوں کے ساتھ ساتھ مذہبی احترام کی اعلیٰ روایت کو بھی برقرار رکھے۔ یہی طرزِ عمل ایک مہذب، ذمہ دار اور ہم آہنگ معاشرے کی بنیاد بن سکتا ہے۔

رمضان ایک انعام

تحریر۔
گلشن انصاری

جیسے ہی رمضان کا چاند نظر آتا ہے، دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور فضا میں ایک روحانی کیفیت محسوس ہونے لگتی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے۔

رمضان المبارک کی آمد گویا رحمتوں کی بارش کا آغاز ہے۔ یہ مہینہ ہمیں صبر، شکر اور محبت کا درس دیتا ہے۔

رمضان المبارک اسلامی سال کا نہایت بابرکت اور مقدس مہینہ ہے۔ یہ مہینہ رحمتوں، برکتوں، مغفرت اور نجات کا پیغام لے کر آتا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان اس مہینے کا بے صبری سے انتظار کرتے ہیں کیونکہ یہ صرف عبادت کا مہینہ نہیں بلکہ اصلاحِ نفس، صبر، ہمدردی اور روحانی ترقی کا بھی بہترین موقع ہوتا ہے۔ رمضان کی آمد دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت اور خصوصی انعام ہے۔

سب سے پہلے ہم رمضان کی مبارکباد کی بات کریں تو مسلمانوں میں ایک دوسرے کو "رمضان مبارک" یا "رمضان کریم" کہنا محبت اور اخوت کی علامت ہے۔ یہ مبارکباد صرف رسمی الفاظ نہیں بلکہ ایک دعا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مہینے کی برکتیں، رحمتیں اور قبولیت سب کو عطا فرمائے۔ رمضان کی مبارکباد دینا اس بات کا اظہار ہے کہ ہم اپنے بھائیوں اور بہنوں کی بھلائی اور روحانی ترقی کی خواہش رکھتے ہیں۔

۔رمضان کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ اسی مہینے میں قرآنِ مجید نازل ہوا۔ قرآن ہدایت، رہنمائی اور انسانیت کے لیے روشنی کا سرچشمہ ہے۔ رمضان ہمیں قرآن سے تعلق مضبوط کرنے کا سنہری موقع دیتا ہے مسلمان اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، تراویح ادا کرتے ہیں اور قرآن کے پیغام کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح رمضان نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی تربیت کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔

روزہ رمضان کا بنیادی رکن ہے۔ روزہ ہمیں صبر، برداشت اور خود پر قابو پانے کا درس دیتا ہے۔ سحری سے افطار تک کھانے پینے اور دیگر خواہشات سے پرہیز کرنا انسان کو نظم و ضبط سکھاتا ہے۔ جب انسان بھوک اور پیاس برداشت کرتا ہے تو اسے غریب اور محتاج لوگوں کا احساس ہوتا ہے۔ یہی احساس اسے دوسروں کی مدد کرنے کی طرف مائل کرتا ہے۔ اس طرح رمضان سماجی ہمدردی اور مساوات کو فروغ دیتا ہے۔

رمضان کی ایک اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں شبِ قدر آتی ہے، جو ہزار مہینوں سے بہتر قرار دی گئی ہے۔ یہ رات دعا، استغفار اور عبادت کے لیے بہترین موقع فراہم کرتی ہے۔ مسلمان اس رات اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی اور بہتر مستقبل کی دعا کرتے ہیں۔ یہ احساس کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی دعائیں سنتا ہے، انسان کے ایمان کو مضبوط کرتا ہے۔ رمضان کے روحانی فوائد بے شمار ہیں۔ اس مہینے میں انسان اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا ہے اور اپنی کوتاہیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نماز، تلاوت، ذکر اور صدقہ و خیرات کے ذریعے دل کو سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

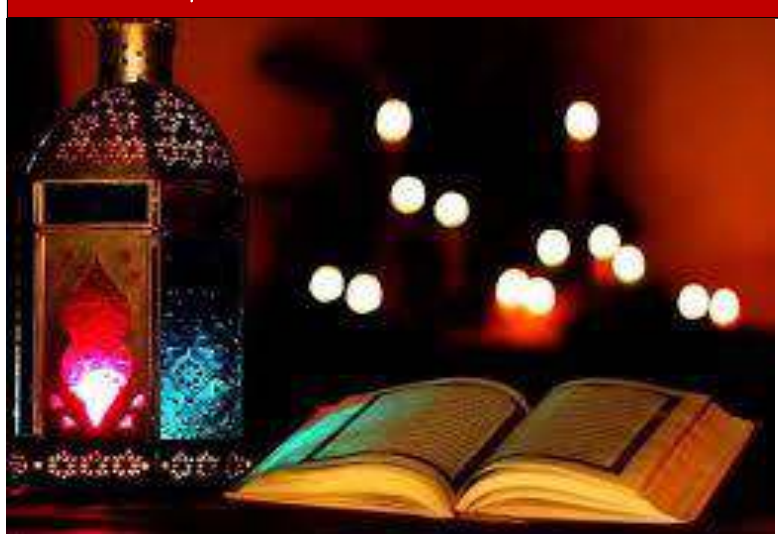

بہت سے لوگ رمضان میں برے عادات چھوڑنے کی کوشش کرتے ہیں، جیسے جھوٹ، غیبت اور غصہ۔ اس طرح یہ مہینہ اصلاحِ کردار کا بہترین ذریعہ بنتا ہے۔

جسمانی فوائد بھی کم نہیں ہیں۔ روزہ رکھنے سے نظامِ ہضم کو آرام ملتا ہے، جسم میں موجود فاسد مادے خارج ہوتے ہیں اور قوتِ ارادی مضبوط ہوتی ہے۔ اگرچہ روزے کا مقصد صرف صحت حاصل کرنا نہیں، لیکن طبّی ماہرین بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مناسب طریقے سے روزہ رکھنے سے صحت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

سماجی طور پر رمضان بھائی چارے کو مضبوط کرتا ہے۔ افطار کی محفلیں، اجتماعی عبادات اور زکوٰۃ و فطرانہ کی ادائیگی معاشرے میں محبت اور مساوات کو فروغ دیتی ہیں۔ امیر اور غریب ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے ہیں، جو اسلام کی برابری کی تعلیم کو ظاہر کرتا ہے۔ زکوٰۃ اور صدقات کے ذریعے معاشرے کے ضرورت مند افراد کی مدد کی جاتی ہے، جس سے غربت میں کمی اور دلوں میں قربت پیدا ہوتی ہے۔

رمضان ہمیں وقت کی قدر کرنا بھی سکھاتا ہے۔ سحری اور افطار کے اوقات کی پابندی انسان کو نظم و ضبط کا عادی بناتی ہے۔ اسی طرح عبادات کے لیے وقت نکالنا ہمیں زندگی میں ترجیحات طے کرنا سکھاتا ہے۔ جب انسان اللہ کی رضا کو مقدم رکھتا ہے تو اس کی زندگی میں توازن اور سکون پیدا ہوتا ہے۔

رمضان کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ انسان کو عاجزی اور شکر گزاری کا درس دیتا ہے۔ جب ہم بھوک اور پیاس کا تجربہ کرتے ہیں تو ہمیں اللہ کی نعمتوں کی قدر ہوتی ہے۔ افطار کے وقت ایک گھونٹ پانی کی قیمت کا احساس ہمیں شکر گزار بناتا ہے۔ یہ شکر گزاری انسان کے کردار کو سنوارتی ہے اور اسے مثبت سوچ عطا کرتی ہے۔

آخر میں یہ کہنا درست ہو گا کہ رمضان صرف ایک مہینہ نہیں بلکہ ایک مکمل تربیتی پروگرام ہے جو انسان کو روحانی، اخلاقی اور سماجی طور پر بہتر بنانے کے لیے آتا ہے۔ اگر ہم اس مہینے کی برکتوں سے صحیح فائدہ اٹھائیں تو ہماری پوری زندگی بدل سکتی ہے۔ رمضان ہمیں سکھاتا ہے کہ صبر، محبت، ہمدردی اور عبادت کے ذریعے ہم نہ صرف اللہ کے قریب ہو سکتے ہیں بلکہ ایک بہتر معاشرہ بھی تشکیل دے سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی حقیقی روح کو سمجھنے اور اس کی برکتوں سے مکمل فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کالم نگار اپنے مضامین کو دلائل و براہین سے مزین کر کے ہی ارسال کریں، اپنی نگارشات و مضامین ہمارے وہاٹشپ ارسال کریں مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں۔

ایڈیٹر کو حسب ضرورت ترمیم کا حق ہو گا شائع کردہ: علما فاؤنڈیشن نیپال ہیڈ آفس دارالحکومت کاٹھمانڈو نیپال برانچ نول پراسی لمبنی پردیش نیپال
+91 7398 208 053 +9779817619786- +918795979383

رمضان کا مہینہ خدا کے نزدیک بہترین مہینہ ہے

قیصر محمود عراقی
کریگ اسٹریٹ، کمرہٹی، کولکاتا۔۵۸
Mob: 6291697668

ماہِ رمضان کا بابرکت مہینہ ایک بار پھر آچکا ہے اور دنیا کے کسی بھی گوشے میں جہاں جہاں بھی مسلمان موجود ہیں، چاہے وہ کسی بھی ملک اور مسلک سے تعلق رکھتے ہوں، ہر جگہ اور ہر طرف ان پر سعادت و برکے کی رحمت کا نزول شروع ہو چکا ہے۔ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جو خدا کے نزدیک بہترین مہینہ ہے، جس کی ایام بہترین ایام، جس کی راتیں بہترین راتیں اور جس کی گھڑیاں بہترین گھڑیاں ہیں۔ وہ شخص بڑا بد قسمت ہے جو اس عظیم مہینے میں خدا کی ان برکات سے بہرہ مند نہ ہوسکے۔ ہم میں سے بے شمار لوگوں نے گذشتہ زندگی میں بیسیوں دفعہ ماہِ رمضان کے روزے بھی رکھے ہونگے اور اس کی بابرکت راتوں میں قیام کی سعادت بھی حاصل کی ہو گی۔ یقینا وہ مسلم خواتین اور حضرات نہایت خوش قسمت ہیں جو اس دفعہ بھی رمضان کے ایمان افروز لمحات سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ مگر سوچنے کی اصل بات یہ ہے کہ ہم میں سے کتنے حقیقی خوش بخت قیام وصیام کے اصل اور بنیادی تقاضوں سے عہدہ بر ہو کر اس خدا داد تربیتی و تعمیری سیشن کے مطلوبہ مقاصد حاصل کر پاتے ہیں۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی علیم و خبیر اور لطیف و حکیم ذات اپنے دست قدرت کی تخلیق حضرتِ انسان کو خواہ مخواہ بھوکا پیاسا اور پابند رکھنے کی مشقت میں ڈالنا پسند نہیں کر سکتی کیونکہ اس بے مثال اور لا شریک حکیم کا کوئی بھی حکم اور امر بے پناہ حکمتوں سے خالی نہیں ہے۔

قارئین محترم! آئیں روزے رکھنے سے پہلے روزے کے بارے میں چند اہم باتیں جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ ارادے اور اخلاص کی تقویت اور عبادتوں کے ساتھ لگائو کا پیدا ہونا بھی روزہ رکھنے کے اہم ترین فلسفوں میں سے ہے۔ روزہ رکھنے سے انسان بھوک اور پیاس کا احساس کرنے لگتا ہے اور اسی بھوک اور پیاس کی وجہ سے انسان کا تکبر اور غرور ختم ہو جاتا ہے اور وہ دوسرے عبادات کی انجام دہی کے لئے آمادہ ہو جا تاہے ا، روزہ رکھنے سے روزہ داروں کے درمیان ایک قسم کی ایثار اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے اور محروموں کی مدد اور ان کی خدمت کا جذبہ پیدا ہو تاہے۔ اس کے علاوہ روزہ رکھنے سے انسان کی زندگی میں نظم اور ضبط آجاتا ہے اور اسے قناعت پیشہ کرنے کا سلیقہ آتا ہے، نیز انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں گناہوں اور گرفتاریوں کے مقابلے میں صبر کرنے کا مادہ بھی روزہ رکھنے کے ذریعہ ہی پیدا ہوتا ہے۔ اس سے انسان اپنی زندگی کے مقاصد میں کئی گنا پائیداری اور استقامت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ روزہ کے تین درجے ہیں۔ عوامانہ روزہ، خواص کا روزہ اور خاص الخاص کا روزہ۔ عوامانہ روزہ یہ ہے کہ انسان ان چیزوں سے اجتناب کرے جو روزہ کو باطل کرتی ہیں، خواص کا روزہ یہ ہے کہ اس میں انسان مذکورہ موارد سے اجتناب کے علاوہ اس کے آنکھ، کان م، زبان، ہاتھ، پائوں اور دوسرے اعضاو جوارح بھی روزہ رکھے، دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت میں مشغول رہے اور لوگوں کو ایذارسانی یا ان سے حسد کرنا وغیرہ سے پرہیز کرے۔ ذاتی دشمنیوں کو بالائے طاق رکھے اور جس دن روزہ رکھنا ہے دوسرے ایام سے متفاوت اور مختلف ہو۔ خاص الخواص کا روزہ مذکورہ بالا موارد کے ساتھ ساتھ انسان کا دل بھی روزہ رکھے، یعنی اپنے دل کو غیر خدا کی طرف متوزہ ہونے سے پرہیز کرے اور اپنے نفس کو خواہشات اور غرض سے دور رکھے یہاں تک کے گناہ کا سوچ اور فکر بھی ذہن میں نہ رہے۔

قارئین کرام! ہمارے ایک طرف شیطان ہے، جو بیرونی حملے کرکے انسان کو ورغلاتا ہے مگر دوسری طرف انسانی نفس ایک ایسی اندرونی قوت ہے جسے اندرونی شیطان ست تعبیر کیا جاتا ہے، جو ہر وقت انسان کو برائی پر اکساتا رہتا ہے تو جن کے اندر کا نفس کمزور ہے وہ سارا سال خارجی شیطان کی مدد سے کاروائیاں کرتا تھا وہ رمضان میں بغیر وقفے کے برائی کا سلسلہ جاری رکھتا ہے، جب کہ اسے کے مقابلے میں جو نفس کو کنٹرول رکھتے ہیں اور نفس کو خود پے سوار نہیں کرتے وہ اس ماہِ مقدس میں بھی محفوظ نظر آتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف وہ لوگ سارا سارا سال احکام دین کو روندتے ہیں ان کے لئے ماہِ مقدس میں ایک موقع ہوتا ہے کہ وہ اپنے نفس کو کنٹرول کریں۔ مثلاً جو لوگ سارا سال منافع خوری سے کام لیتے ہیں جو لوگ عوام الناس پر ظلم کرتے ہیں اور سال بھر لوگوں کو لڑوا کر اپنے مفادات حاصل کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے شیطان کو شکست دینے کا مہینہ ہے، اندر کے نفس کو مارنے کا مہینہ ہے، روزہ تو اس لئے ہے کہ انسان خدا کی محبت سے معمور ہو جائے، اس کا دل سب کچھ کھو کر خدا کو پانے کے جذبے سے لبریز ہو اور گناہوں کی نفرت اس کے دل میں نہ سمائے، اس کی نگاہ پاک ہو، اس کی زبان مٹھاس سے ہمکنار اور ہر طرح کی بدگوئی سے محفوظ ہو، اس کے اعضاء و جوارح کو نیکی سے لذت حاصل ہوتی ہے، گویا ایک عاشق ہے جو اپنے محبوب کو خوش کرنے کے لئے بھوکا، پیاسا اور دنیا کی لذتوں سے بے گانہ بنا ہوا ہے۔ اگر روزہ اس کیفیت کے ساتھ رکھا جائے تو یقیناً اس سے نفس کی تربیت ہو گی، انسان کے اندر برائی سے بچنے کی صلاحیت پیدا ہو گی اور انسان اپنے نفس کی غلامی سے آزاد ہو سے گا اور یہی نہیں یہ تربیتی نظام اسے آئندہ گیارہ مہینوں میں بھی خدا مرضیات پر قائم رکھے گا۔ اس لئے روزے کو حقیقت کی سطح پر رکھنا اور سمجھنا چاہیئے کہ یہ خدا کے حکم کو نفس کے حکم پر غالب رکھنے کا ایک عنوان ہے۔ آخر میں ایک پتے کی بات آپ حضرات کو بتاتا چلوں کہ اگر آپ رمضان کے بعد ہر گناہ اور خطا سے رکنے کی پابندی کو اپنی طبیعت مین جگہ دی تو رمضان گیا نہیں رمضان موجود ہے، اگر آپ کو جھوٹ بولنے سے ڈر لگتا ہے تو رمضان موجود ہے، اس کی برکات موجود ہے، اگر حرام کھانے سے ڈر لگتا ہے تو رمضان موجود ہے، اطاعتِ الٰہی کی رغبت باقی ہے تو رمضان باقی ہے اور اگر یہ نصیب نہیں ہوئیں تو پھر واقعی رمضان گزر گیا اور یاد رکھیں ھزرے ہوئے لمحات لوٹا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ مسلمانوں کو رمضان سمیت ساری عبادات پر سچے دل سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دنیا و آخرت میں سرخروں کرے اور دکھو کی ماری امت مسلمہ کو سکون فراہم کرے۔ آمین

شائع کردہ: علما فاؤنڈیشن نیپال
ہیڈ آفس دارالحکومت کاٹھمانڈو نیپال برانچ نول پراسی لمبنی پردیش نیپال

"""جین زی (Gen-Z) سے انقلاب کی امیدیں

محمد امین اللہ

مسلم دنیا گزشتہ تین صدیوں سے مغربی استعماری قوتوں کے غلامی کے سائے میں زندگی گزار رہی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد براعظم افریقہ، ایشیا کے تمام مقبوضہ مسلم ممالک کو مغربی استعمار نے جغرافیائی آزادی تو دی مگر اپنے گماشتوں کو وہاں سربراہی بخشی جو آج بھی قائم ہے لہذا انہوں نے اپنی تہذیب، ثقافت، زبان اور سیکولر نظام اور سرمایہ داری نظام کو بزور قوت نافذ رکھا۔ جہاں کہیں بھی کوئی مسلم قوم پرست ان کے پنجے سے آزاد ہونے اور اپنے ملکی وسائل کو قومیانے کی کوشش کی اس کے خلاف بغاوت کروایا اور نشان عبرت بنایا۔ یہ جو نئ نسل کو نئے نئے نام دیئے جارہے ہیں یہ تو 1880 سے مغربی اقوام نے ہر آنے والی نئ نسل کا نام رکھا۔ اور ہم نے غلامانہ ذہنیت کی وجہ سے ہی اپنی آج کی نسل کو Gen-Z پکارنا شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ آدم سے لے تاقیامت تک انسان پہلے بچہ پیدا ہوتا ہے پھر جوان اور آخر میں بوڑھا ہو کر مر جاتا ہے۔ بچپن کو سہارا چاہیئے اور بوڑھاپے کو بھی سہارا چاہیئے صرف جوانی ہی انسان کی عمر کا وہ دورانیہ ہے جس میں آدمی جو چاہتا ہے کر گذر جاتا ہے۔ آخرت میں جو سوالات ہر فرد سے پوچھا جائے گا اس میں اک سوال جوانی کے متعلق یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے جوانی کیسے گزاری۔ کہا جاتا ہے کہ ناکام وہ شخص ہے جو لڑکپن کھیل میں کھوئے، جوانی نیند بھر سوئے بوڑھا پادیکھ کر روئے۔

یہ بات سو فیصد درست ہے کہ ہر زمانے کا انقلاب برپا کرنے میں نوجوان ہراول دستے کا کردار ادا کرتے ہیں مگر منزل کا تعین، طریقہ کار، منصوبہ بندی تمام پختہ عمر کے لوگ اور تجربہ کار بزرگ کرتے ہیں۔ انقلاب برپا کرنے کے بعد بزرگ ہی قیادت کا بار سنبھالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسول سب عنوان جوانی میں دعوت دین کا کام شروع کیا کیونکہ انہیں سخت ترین آزمائشوں سے گزرنا تھا اور گزرے بھی۔ معرکہ حق و باطل میں فوج کا نوجوان دستہ ہی حصہ لیتا ہے اور سالار 5550 سال کا ہوتا ہے۔ مگر آج کا بیانیہ Gen-Z کا پہلے زمانے کی نوجوان نسل کی طرح نہیں ہے جن کی جسمانی، علمی، اخلاقی، تہذیبی، روحانی اور دینی پرورش سب سے پہلے والدین کے ہاتھوں ہوتی تھی اور گھر کے بڑے بزرگ یہ بنیادی فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔ معاشی آپا دھاپی نے دو ڈھائی سال کے بچوں کو کنڈر گارٹن اور گھر میں کام والی آیاماں کے سپرد کر دیا ہے۔ جس کا آغاز مادہ پرست یورپ سے ہوا جہاں کے مادر پدر آزاد معاشرے نے خاندانی نظام کا تار پود بکھیر کر رکھ دیا جہاں اب خاندان کا تصور عنقہ ہو گیا ہے۔ آج ہم جس نسل کو Gen- z کا نام دے رہے ہیں چند سال بعد مستعار لیئے ہوئے نام الفا پکاریں گے۔ لیکن اس نسل کو یورپ میں بومنگ نسل سے پکارا جارہا ہے جو اب تنہا نہیں رہ سکتی یہ اب اپنے گھروں کو لوٹ کر ماں باپ کو تلاش کررہی ہے۔

وہ نسل جو سن 2000 کے بعد پیدا ہوئ وہ ماشاءاللہ 25 سال کی ہو گئ ہے۔ مگر یہ انسانی تاریخ کی سب سے کمزور ناتواں اور نفسیاتی دباؤ کی شکار نسل ہے۔ جسمانی طور پر لاغر، ذہنی طور پر منتشر اور سوشل میڈیا کی تربیت یافتہ نسل ہے۔ ہر وقت موبائل فون کے انسٹا گرام، فیس بک، ٹک ٹاک، ٹیوٹر پر گھنٹوں وقت گزارتی ہے، نتیجہ گردن میں خم، نظر کی کمزوری، جسم کمزور اور رشتوں میں برداشت کی کمی اور آئ کیو لیول

بالکل زیرو۔ یہ وہ نسل ہے جو پانچ کلو میٹر بھی پیدل چل نہیں سکتی، دھوپ میں آدھا گھنٹہ کھڑے ہو کر گزارہ نہیں کر سکتی ذرا سا اختلاف ہو فوراً بلاک، unfollow, اور رشتہ ختم۔ انہیں سب کچھ ابھی کے ابھی چاہیئے، ان کے اندر صبر صفر ہے مغرب میں انہیں بومنگ رنگ جنریشن کہا جارہا ہے، اب یہ باہر رہ کر اکیلا زندہ نہیں رہ سکتی اب یہ گھروں میں واپس آرہے ہیں۔ پاک وہند میں یہ جنریشن تک ٹاک جنریشن کہلاتی ہے، جنہیں نہ تہذیب، نہ اپنی زبان، نہ مقصد، نہ غیرت اور نہ اپنے ایمان کی فکر ہے۔ ذرا غور کریں اللہ نہ کرے جب کبھی بھی ان پر غزہ، شام اور عراق جیسی آزمائش در پیش ہو جائے تو کیا یہ نسل زندہ رہ سکے گی۔ لکڑی سے آگ جلانا تو دور یہ تو مشرق و مغرب کا فرق بھی نہیں جانتے۔ ان کا survival تو چھوڑیں آدھے گھنٹے کے لئے سوشل میڈیا ڈاؤن ہو جائے تو پاگل ہو جاتے ہیں۔ دوستوں ابھی وقت ہے کہ اپنی نسل کو بچائیں انہیں سیرت و کردار، غیرت، حیا، اخلاق تہذیب اور ایمان و فخر آخرت کے ساتھ جینا سکھایا جائے۔ اس نے گوگل اور مصنوعی ذہانت کو اپنا استاد بنالیا ہے۔

انقلاب کا ناقابل تسخیر نوجوانوں کا دستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا تھا جن میں شہادت کی آرزو، جنت کی طلب اور اسلام کی سربلندی کا جذبہ سیل رواں موجزن تھا جس میں معوذ و معاذ جیسے نوخیز و نوعمر مجاہدین تھے جنہوں نے ابوجہل کا سر قلم کیا۔ حضرت علی کا شباب تھا جس نے یہودیوں کے بڑے پہلوان مرحب کو جنگ خندق کے موقع پر تلوار کے اک ہی وار میں دو ٹکڑے کر دیئے تھے اور خیبر کا قلعہ فتح کیا تھا۔ خالد بن ولید جیسے سپہ سالار بنے جو سیف اللہ کے لقب سے نوازے گئے۔ پوری تاریخ شباب الجنہ سے بھری پڑی ہے۔ محمد بن قاسم فاتح سندھ، طارق بن زیاد فاتح اندلس، قتیبہ بن مسلم فاتح چین سے کون واقف نہیں۔ یہ سب نوجوانان اسلام اور فدائیان رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

اب دیکھتے ہیں دور حاضر میں انقلاب برپا کرنے والی اور دنیا کو حیرت میں ڈال دینے والی قیادتوں کو سب سے پہلے ہم بات کریں گے شیخ یاسین کو جو جسمانی طور پر معذور ہونے کے باوجود حماس جیسی ناقابل تسخیر عسکری دنیا کی ایک ایسی مجاہدین کی فوج تیار کردی جنھوں نے اسرائیل اور عالمی طاغوتی طاقتوں کی تمام تر سفاکیت، بربریت، اور جدید ترین ہلاکت خیز ہتھیاروں کے استعمال کے باوجود ناکام وہ نامراد کر دیا ہے۔ غزہ ملبے کے ڈھیر میں بدل چکا، لاکھوں لوگوں کو شہادت نصیب ہو گئ دنیا اسرائیل کی نسل کشی پر سراپا احتجاج ہے۔ تھرمو بیرک بموں نے ہزاروں افراد کو بخارات میں تبدیل کر دیا، سر کٹے مگر دستار باقی ہے۔ سرنگوں کی جنگی حکمت عملی نے انہیں ناقابل تسخیر بنادیا ہے۔ بچوں، خواتین اور نہتے لوگوں کو مار کر مجاہدین حماس سے ہتھیار ڈالنے کا مطالبہ اور عالمی سازش اب تک ناکام ہو چکا ہے اور ہوتا رہے گا۔ علامہ اقبال نے درست کہا تھا۔ اللہ کو پامردئ مومن پہ بھروسہ۔

دوسری جانب ایران کا انقلاب جس کی قیادت بزرگ مذہبی پیشوا امام خمینی نے کی جو 40 سال گزرنے کے بعد بھی امریکہ اور عالمی طاقتوں کے سینے پر مونگ دل رہا ہے اور پاسداران انقلاب اسرائیل اور طاغوتی طاقتوں کے لئے اک ڈراؤنا خواب بنے ہوئے ہیں۔

تیسری جانب مولانا مودودی علیہ رحمہ کے جانشینوں نے بنگلہ دیش کی سرزمین کو اپنے لہو سے لالہ زار کیا اور پروفیسر غلام اعظم زندان سے اپنے رب کے حضور پیش ہوئے اور ان کے ساتھیوں نے ان کی ہم رقابی میں تختہ دار کو بوسہ دیا جن میں مطیع الرحمان نظامی، قادر ملا، اظہر الاسلام، قمرالزمان شامل ہیں اس کے علاوہ سیکڑوں ارکان و کارکنان پابند سلاسل کیئے گئے جب جاکر ان بزرگوں کی شہادتیں رنگ لائی ہیں۔ اور چھاتر شبر، اور نوجوانوں کو حوصلہ ملا اور عثمان بن ہادی جیسے نوجوان نے بنگلہ دیش کے نوجوان نسل میں انقلاب کی چنگاری کو شعلہ میں تبدیل کر کے شہادت کے راستے پر گامزن ہو گیا اور شیخ حسینہ کے ظالمانہ دور کا خاتمہ ہو گیا۔ آج عثمان ہادی کی ایک ایک بات بنگلہ دیش کی نوجوان نسل کی زبان سے ادا ہو رہی ہے۔

دل کے ٹکڑے کٹ کٹ کر جب آنسو میں بہہ جائے ہے۔
تب کوئی فرہاد بنے تب مجنو کہلائے ہے

آج دنیا کے تمام ملکوں کی قیادت 55 سال سے لے کر 8580 سال کے عمر کے افراد کے ہاتھوں میں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تجربہ کار، زمانہ شناس اور سیاست کے میدان کے اہم کھلاڑی ہیں۔ ایران کے روحانی پیشوا آیت اللہ خامنہ ای کو ہی دیکھ لیجیے کس طرح انہوں نے امریکی جارحیت کا مقابلہ کیا ہے۔ بھارت کے چنڈال چوکڑی مودی، امیت شاہ، راج ناتھ اور اجیت دوول کی عمروں کے دیکھیں جن کے پیچھے بھارت کا اندھ بھکت Gen-Z دیوانہ ہے۔ فی الحال بنگلہ دیش کے انتخابات میں جماعت اسلامی اور اتحادی جماعتوں کے منتخب ارکان، بی این پی کے سربراہ اور انکے منتخب ارکان سب کے سب پختہ عمروں کے لوگ ہیں سوائے چند انقلابی نوجوانوں کے۔ یہ اس لئے ہے کہ نوجوان کا مزاج طولانی اور جذباتی ہوتا ہے اس لئے گھر کی سربراہی سے لے ملک کی سربراہی تک، پارٹیوں اور تحریکوں کی سربراہی سب پختہ کار لوگوں کے ہاتھوں میں دیئے جاتے ہیں جو نوجوانوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔

اک نوجوان عمر کے بیس 22 سال پڑھنے اور ہنر سیکھنے میں لگاتا ہے، اس کے بعد حصول معاش اور 25 تیس سال میں شادی پھر بال بچوں کے جھمیلوں میں اور چالیسویں سال میں خود کو اولادوں کی پرورش اس دوران اگر حالات نے ساتھ دیا تو سیاست اور دیگر مصروفیات ورنہ صبر کے ساتھ مستقبل کی فکر یہ وہ گردش ایام ہیں انسان آیا گیا اور دنیا سے رخصت لیکن قربان جایئے اسلامی تعلیمات کا کہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا اور دین کے کاموں میں ایسا امتزاج پیدا کیا کہ انہونی کو ہونی میں بدل ڈالا

آدمی نام ہے شوق تعمیر کا۔
اک ہی رنگ نہ ہو تیری تصویر کا۔
چاند کی دھول بن دھول کا پھول بن۔
سنگ میں رنگ بھرنے کا فن سیکھ لے۔
مظفر وارثی۔

محمد امین اللہ۔

ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

ماجد مجید کشمیر یونیورسٹی

ام المومنین حضرت خدیجہ الکبری ـ ـ ـ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی ہونے سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا ابو ہالہ بن مالک کے پاس تھیں ان سے آپ رضی اللہ عنہا کی دو اولاد ہند بن ابو ہالہ اور زینب بنت ابی ہالہ پیدا ہوئے ابو ہالہ سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے پاس تھیں عتیق سے ان کے ہاں عبداللہ اور جاریہ پیدا ہوئے جاریہ کی شادی صفی بن ابی رفاء سے ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے دونوں شوہر انتقال کر گئے ان کی تمام دولت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مل گئی اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہا اپنی تجارت اور دولت کے انتظام میں لگ گئی۔ یہ مکہ کے بہت اونچے خاندان کی عورت تھیں اس قدر پاکباز اور نیک تھیں کہ لوگ ان کو (طاہرہ) "پاکباز" کے لقب سے پکارتے تھے۔ وہ ہر سال کچھ لوگوں کو اپنا مال دے کر تجارت کے لئے شام وغیرہ بھیجا کرتی تھیں۔

نفع کما کر ان کو ان کا حصہ دے دیتی تھیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کو معلوم پڑا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنا مال دے کر لوگوں کو تجارت کی غرض سے شام بھیجنا چاہتی ہے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال لینے شہر شام جانے کی رائے پوچھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ مجھے بلائے تو میں مل لوں گا۔ خدیجہ کو کسی نے اطلاع دی آپ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی امانت داری اور نیکی کی شہرت سن چکی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوگنا نفع دینے پر رضامند کر کے اپنا مال تجارت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں شام بھیجا۔ جانے سے پہلے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام میسرہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے پر چلنے کی تاکید کی۔ روانگی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب چچا دور تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ آئے اور قافلہ والوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی تاکید کی اکثر روایات ہیں کہ دھوپ کی سختی سے محفوظ رہنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بدلی نے سایہ کرلیا۔ شہر شام میں داخل بصری کے بازار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے آرام فرمانے بیٹھ گئے تو راہب نامی نسطورا اپنے گرجا سے باہر آکر میسرہ کے پاس آیا اور درخت کے نیچے بیٹھے شخص کے متعلق پوچھا میسرہ نے قریشی نوجوان کہا راہب بول اٹھا (اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی نہیں بیٹھا پھر راہب نے کچھ نشانیاں پوچھیں میسرہ نے اقرار کیا تو راہب نے کہا (یہی پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) پھر راہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر مہر نبوت دیکھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا ذکر تورات میں ہے۔ واپسی پر میسرہ نے سفر اور نسطور راہب کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق باتیں خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سنائیں تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حد محبت اور عزت پیدا ہو گئی یہاں تک کہ وہ خود کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنی کنیز تصور کرنے لگی۔ (سیرت حلبیہ)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق سارے حالات و واقعات اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کو سنائے سن کر وہ خود بھی حیران ہوئے اور کہا "خدیجہ رضی اللہ عنہا اگر یہ باتیں سچ ہیں تو سمجھ لو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ ایک نبی آنے والا ہے اور لوگ ان کا انتظار کر رہے ہیں" ورقہ کے چند اشعار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں (ترجمہ) ـ ـ ـ ـ

ـ ـ ـ خدیجہ سے میں نے ایک کے بعد ایک وصف سنا اے خدیجہ میرا انتظار بہت دراز ہو گیا ہے۔ اے خدیجہ میں سمجھتا اور امید رکھتا ہوں کہ تمہاری بات کا ظہور مکہ کے دونوں بطنوں کے درمیان ہو گیا ـ ـ ـ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ راہبوں میں سے قس نامی راہب کی جس بات کی تم نے ہمیں خبر دی ٹیڑھی یا غلط ہو جائے ـ ـ ـ ـ

کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں عنقریب سردار ہو جائیں گے اور ان کی جانب سے جو شخص کسی سے بحث کرے گا وہی غالب رہے گا ـ ـ اور تمام شہروں میں اس نور کی روشنی پھیل جائے گی جو خلق خدا کو سیدھا چلائے گی اور منتشر ہونے سے بچائے گی ـ ـ ـ کاش میں بھی اس وقت رہوں جب تمہارے آگے ان واقعات کا ظہور ہو اور کاش اس میں داخل ہونے والوں میں سب سے زیادہ حصے دار ہوں ـ ـ ـ اس دین میں داخل ہو جاؤں جس سے قریش کو کراہت رہے گی اگرچہ وہ

اپنے مکہ میں بہت کچھ چیخ و پکار کریں گے اور لبیک لبیک پکاریں۔" بہر حال حضرت خدیجہ رضی اللہ کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زبردست احترام پیدا ہو گیا اور آرزو کرنے لگیں کہ یہ امانت دار ان کے شوہر بن جائیں۔

ایک ارادہ کر کے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایک روز اپنی سہیلی نفیسہ بنت منبہ کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شادی کا پیغام بھیجا جب نفیسہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو یوں کہنے لگی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ شادی کیوں نہیں کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگدستی کی وجہ بتائی۔ نفیسہ نے کہا کہ اگر اس کے بغیر ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن و جمال اور عزت و دولت مل جائے تو کیا کہیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ وہ کون ہے۔ نفیسہ نے کہا کہ وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں اپنے چچاوں سے مشورہ کر کے بتاؤں گا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچاوں کے پاس گئے اور بلا دھڑک ان سے کہا "خدیجہ مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہے چچاوں کو یقین ہی نہیں آیا پھر آپ کے چچا ابو طالب اور حمزہ رضی اللہ عنہ نکلے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا سے بات کی اس کے بعد شادی ہو گئی نکاح میں بنی ہاشم اور روسائے مضر شریک ہوئے نکاح کے موقعہ پر ابو طالب نے خطبہ نکاح دیا۔ ہی پہلی ام المومنین ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی اور ان کی وفات تک کسی دوسری خاتون سے شادی نہیں کی۔ روایات میں آیا ہے کہ ایک روز بازار عکاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم غمزدہ گھر واپس تشریف لائے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس قدر دل ملول ہونے کی وجہ پوچھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بازار عکاز میں مفلس بچوں کو دیکھ کر دل بر آیا اگر میرے پاس کچھ ہوتا میں ان کو دے دیتا۔ غور کریں تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ساری دولت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی لیکن حضور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رفیقہ حیات رضامندی چاہتے تھے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا "یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ذرا مکہ کے سرداروں کو بلائے میں ان سے کوئی بات کرنا چاہتی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرداروں کو بلانے نکلے اس دوران خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ساری دولت ایک جگہ جمع کر کے ایک دیوار کی طرح بنائی مکہ کے سردار جب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے خدیجہ دولت کے دیوار کے پیچھے بیٹھی رہی اور مکہ کے

سرداروں سے کہنے لگی "اپ سب گواہ رہو میں اپنی یہ ساری دولت اپنے شوہر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں نچھاور کرتی ہوں وہ جیسے بھی چاہے ساری دولت کو اپنے استعمال میں لائیں۔ یہ ہے وہ عظیم شخصیت ہماری ام المومنین حضرت خدیجہ الکبری جو اسلام کی پہلی خاتون ہیں جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی

ماجد مجید کشمیر یونیورسٹی

زکوٰۃ اور بڑھتی ہوئی غربت!

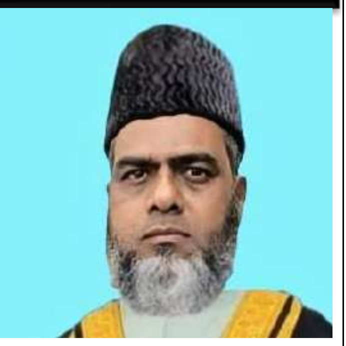

تحریر: جاوید اختر بھارتی

رمضان مبارک کا مہینہ خیر و برکت کا مہینہ ہے، رحمت و مغفرت کا مہینہ ہے، جہنم سے آزادی کا مہینہ ہے، خوش مزاجی و خوش دلی کا مہینہ ہے، بھائی چارہ بڑھانے کا مہینہ ہے، امیر و غریب کی کھائی کو مٹانے کا مہینہ ہے، ایک دوسرے کو گلے لگانے کا مہینہ ہے، خود بھوکے رہ کر دوسروں کی تنگ دستی، خستہ حالی، پریشانی، غربت، مفلسی اور ان کی کمزوری کو احساس کرنے کا مہینہ ہے،، مگر یہ سب کچھ اس وقت احساس ہوگا جب ہم ریاکاری کو ٹھوکر مار کر، نمائش کو بالائے طاق رکھ کر صرف اور صرف اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے روزہ رکھیں گے ،، یاد رکھیں روزہ صرف بھوکے رہنے کا نام نہیں ہے بلکہ جسم کے ایک ایک اعضاء کا روزہ رکھنا ہے کیونکہ پورا جسم اللہ کی نعمت ہے،، سب سے پہلے سر کا روزہ یہ ہے کہ جب بھی سر جھکے تو اللہ کے حضور میں سر جھکے گردن کٹ جائے لیکن غیر اللہ کی بارگاہ میں سر نہ جھکے،، آنکھوں سے وہ مناظر نہ دیکھے جس میں عریانیت ہو یہ آنکھ کا روزہ ہے،، تلخ کلامی اور غیبت چغلی سے پرہیز کرنا یہ زبان کا روزہ ہے،، دل میں خوف خدا اور محبت رسول کا چراغ روشن رکھنا یہ دل کا روزہ ہے،، کسی کا گلہ دبانے کے لئے اور کسی کمزور انسان پر ہاتھ نہ اٹھا کر راہ سخاوت میں ہاتھوں کو بلند کرنا یہ ہاتھوں کا روزہ ہے،،

ہر سال ماہ رمضان آتا ہے اور گذر جاتا ہے اور یہ پیغام بھی دیتا ہے کہ جب تم ایک مہینہ کے لئے پرہیزگاری کا راستہ اختیار کرتے ہو تو روزانہ بعد نمازِ ظہر سے وقت افطار اور بعد افطار تک اللہ رب العالمین کی خیر و برکت کی جھما جھم برسات اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا کھلا ہوا خزانہ بھی دیکھتے ہو کہ ہر شخص مختلف اقسام کے لوازمات دستر خوان پر سجاتا ہے اور رمضان مبارک کے مہینے کے بعد تمہارا جو حال رہتا ہے ذرا ایک مہینے تک روزانہ ایسے ہی انتظام کرو اور دستر خوان سجا کر دکھاؤ؟ یقیناً اللہ اپنے وعدوں میں سچا ہے یعنی رمضان مبارک کے مہینے کے بعد بھی تمہارے اندر تقوی اور پرہیزگاری اور اللہ کا خوف اور عبادت و ریاضت کا شوق و ذوق و عمل برقرار رہتا تو ایسے ہی رحمتوں برکتوں اور نعمتوں کی برسات ہوتی مگر افسوس کی بات ہے کہ ایک مہینہ روزہ رکھ کر اور صوم و صلاۃ کی پابندیوں کے بعد بھی مسلمانوں پر رمضان مبارک کے اثرات مرتب نہیں ہوتے جبکہ رمضان کے بعد بھی مساجد سے اذان کے کلمات بلند ہوتے ہیں، حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح کی صدائیں بلند ہوتی ہیں، مساجد میں قرآن رکھے رہتے ہیں، محراب میں مصلیٰ بچھا ہوتا ہے، چٹائیاں بچھی رہتی ہیں لیکن مسلمانوں کو احساس نہیں ہوتا،، ایک مہینہ رمضان کا روزہ رکھ کر بھی اس کے اثرات مرتب نہ ہوں تو پھر یہی کہا جاسکتا ہے کہ ہم نے سحری و افطار کو بھی ایک رسم ایک نمائش اور سیر و تفریح کا سامان بنا کر رکھ دیا دن بھر بھوکے رہ کر روزہ دار ہونے کا بس ٹائٹل لگا لیا،، اسی لئے جب (زید) نے کہا کہ رمضان کا دو عشرہ گزرنے کے بعد بھی مجھے روزے کا، بھوک پیاس کا، مزدوری و سرمایاداری کا، مجبوری و آسودگی کا، امیری، غریبی، یتیمی، مسکینی، مفلسی کا کچھ احساس ہی نہیں ہوا تو فوراً (بکر) نے کہا کہ تمہارا روزہ ہی نہیں ہوا کیونکہ روزے کی حالت میں امیروں کو غریبی کا، سرمایاداروں کو مزدوری کا، بھوک و پیاس کا، دولت کی فراوانی اور فٹپاتھ پر رات کا گزر بسر کرنے والوں کی زندگی کا احساس کرنا اور احساس ہونا ضروری ہے اسی وجہ سے رمضان کے مہینے کو ماہ تربیت، ماہ عمل، ماہ محاسبہ، ماہ احساس اور ماہ حساب قرار دیا گیا ہے تاکہ ہم نے گیارہ مہینے تک کیا کیا ہے رمضان کے مہینے میں سب جمع کریں کتنی غلطیاں ہوئی ہیں ان غلطیوں کی اس مہینے میں سر بسجود ہو کر رب ذوالجلال سے معافی مانگیں اس مہینے کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ رمضان کا روزہ فرض ہے اور اسلام کا رکن ہے، اس میں نماز بھی پڑھنی ہے چھوٹ نہیں ہے تو نماز بھی فرض ہے اور اسلام کا رکن ہے، اس مہینے میں زکاۃ بھی ادا کی جاتی ہے تو زکاۃ بھی مالک نصاب کے لئے ادا کرنا فرض ہے اور یہ بھی اسلام کا رکن ہے اسلام کے پانچ ارکان میں سے تین رکن تو اسی مہینے کی خوبصورتی میں چار چاند لگائے ہوئے ہیں،، پھر بھی آج ہم کسی کو زکاۃ دیتے ہیں تو اگلے سال وہ خود زکاۃ دینے کے قابل نہیں ہوتا جبکہ حکم شرع تو یہی ہے کہ زکاۃ اس انداز سے ادا کیا جائے کہ جسے دیا جائے تو ایک سال میں وہ زکاۃ دینے کے قابل بن جائے مگر آج تو جس طرح زکاۃ کی رقم تقسیم کی جاتی ہے اس سے گداگری کو فروغ مل رہا ہے، بھیک مانگنے والوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے حتیٰ کہ غیر مسلم بھی مسلمانوں جیسا حلیہ اختیار کرکے بھیک مانگنے لگے جبکہ آج سے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک گاؤں ایک قصبے کی زکاۃ کی رقم کو اکٹھا کیا جائے تو کسی بے گھر کا گھر تعمیر ہوسکتا ہے، کسی غریب کی بیٹی کا ہاتھ پیلا ہوسکتا ہے، کسی ایک دو بے روزگاروں کو دکان کھول کر کام پر لگایا جاسکتا ہے ہر گاؤں میں دو چار بچوں کی تعلیم کا خرچ اٹھایا جاسکتا ہے اور معاشرے کو تعلیم یافتہ بنایا جاسکتا ہے،، اس طرح غربت کا خاتمہ ہوسکتا ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور حکومت میں غربت کا خاتمہ ہوگیا تھا تمام اسلامی سلطنتوں اور ریاستوں می کوئی شخص زکاۃ کا مستحق نہیں تھا یہاں تک کہ زکاۃ کی رقم سے اناج خرید کر چرند و پرند کے لئے پہاڑوں پر ڈال دیا گیا آج تو مشاہدے میں ایسی بات اور ایسا رویہ و نظریہ اور طریقہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے کہ زکاۃ کی رقم بھی مخصوص انداز میں اس کو دیا جاتا ہے جس سے اپنا ذاتی مفاد جڑا ہوتا ہے یاد رکھیں کہ زکاۃ کی رقم تقسیم کرنے میں خاندان اور رشتہ داری اور قریبی تعلقات کو ترجیح ضرور دی گئی ہے لیکن مفاد پرستی کو ترجیح نہیں دی گئی ہے اور زکاۃ آپ نے دیا ہے تو اتنا ہی کیا ہے کہ اپنے تربوز کا چھلکا اتار کر پھینک دیا، کیلے کا چھلکا اتار کر پھینک دیا اصل مال تو چھلکے کے اندر ہے وہ تو آپ ہی نے استعمال کیا اب اس میں سے دیں تو اور بات ہے،، یہ بھی ایک بہت بڑا سوال ہے کہ اسلام میں زکاۃ کا نظام ہے پھر بھی غربت کا خاتمہ کیوں نہیں ہوتا مولانا ولی رحمانی نے ایک تقریر میں کہا کہ ہندوستان میں مسلمان بیس لاکھ کڑور روپیہ ہر سال زکاۃ کی شکل میں نکالتا ہے اس کے باوجود بھی ملک میں ہر چوتھا مسلمان یا تو بھکاری ہے یا پھر غریب ہے آخر کیوں؟ جواب تو یہی ہے کہ زکاۃ دینے والے مسلمان تو ہیں مگر زکاۃ لینے والے مسلمان پوری طرح ایمان دار نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اب تو بھیک مانگنے اور منگوانے کا کاروبار تک ہونے لگا جو کہ شرم سے ڈوب مرنے کی بات ہے،، اللہ رحم کرے،،

اے مسلمانوں ہم رمضان کے مہینے میں جہاں بہت ساری دعائیں کرتے ہیں وہیں یہ بھی دعا کرنا چاہئے کہ اے رب ذوالجلال ہمیں جھوٹ بولنے سے پرہیز کرنے کی توفیق عطا فرما اور رمضان کے بعد بھی ہمیں ذکر و اذکار، عبادت و ریاضت اور کار خیر کی توفیق عطا فرما آمین یارب العالمین۔

javedbharti508@gmail.com
جاوید اختر بھارتی (رکن مجلس شوریٰ جامعہ فیض العلوم) محمد آباد گوہنہ ضلع مئو یوپی

نیپال میں اقلیت کا درد: جب شانتی کے پیچھے انصاف چھپ جائے

تجزیہ نگار راشد سیف اللہ

جمعہ کے دن 2 رمضان المبارک 20 فروری 2026 کو گئور نگر پالیکا وارڈ نمبر 6 سبگڑھا گاؤں میں انتہائی افسوس ناک واقعہ تراویح کے وقت پیش آیا، جب مسجد میں تراویح کی نماز ادا کی جا رہی تھی، نمازی سکون اور خشوع کے ساتھ اللہ کے حضور کھڑے تھے، گاؤں میں ماحول بظاہر معمول کے مطابق تھا، اسی دوران اسی گاؤں میں ایک ہندو خاندان کے گھر بارات آرہی تھی، بارات اپنے روایتی انداز میں آگے بڑھ رہی تھی، لیکن مسجد کے قریب پہنچتے ہی ڈی جے فل ساؤنڈ پر بجایا جانے لگا، تیز آواز، شور شرابہ اور ناچ گانا مسجد کے دروازے کے سامنے جاری تھا، جبکہ اندر تراویح کی نماز ہو رہی تھی،

مسجد سے ایک ذمہ دار شخص باہر آئے، انہوں نے نہ جھگڑا کیا، نہ بدتمیزی کی، صرف اتنا کہا": براہِ کرم آواز تھوڑی دھیمی کر دیجیے، اندر تراویح کی نماز ہو رہی ہے۔" یہ ایک مہذب درخواست تھی، ایک مذہبی احترام کی گزارش تھی۔

لیکن اسی بات پر معاملہ بگڑ گیا، بارات میں شامل کچھ لوگ، جن میں بعض نشے کی حالت میں تھے اور بعض بغیر نشے کے بھی مشتعل ہو گئے، انہوں نے اچانک شور و ہنگامہ اور مسجد پر پتھراؤ شروع کر دیا، گالی گلوچ کرنے لگے، مارپیٹ شروع کر دی، مسجد کے قریب افراتفری پھیل گئی، نمازی خوفزدہ ہو گئے، یہ وہ لمحہ تھا جہاں معاملہ روکا جا سکتا تھا، اگر سمجھداری دکھائی جاتی، اگر بزرگ آگے آتے، اگر انتظامیہ فوری پہنچتی، تو شاید بات وہیں ختم ہو جاتی۔

لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا کیونکہ یہ پوری سوچی سمجھی سازش تھی، پوری پلاننگ کے ساتھ ہندو شرپسندوں نے معاملہ بگاڑنے کی کوشش کی، توڑ پھوڑ کرنے لگے اور قریب کے گاؤں سے ہندو شرپسندوں کی بڑی تعداد آکر پورے علاقے میں توڑ پھوڑ، راستہ بلاک کرکے اور فساد پھیلانے لگے، ابتدائی جھگڑے کے بعد حالات مزید خراب ہوتے گئے، ہندو شدت پسند عناصر نے اسے موقع سمجھ کر بڑے پیمانے پر حملے شروع کر دیے، مسجد کو نشانہ بنانے لگے، اور بڑے پیمانے پر توڑ پھوڑ کرنے لگے، راہ چلتے مسلمانوں کو روک کر، شناخت پوچھ کر انکو پیٹنے لگے، ان کی موٹر سائیکلیں جلانے لگے، گئور سبرنامائی مندر کے پاس ایک مسلمان کی مہنگی اسکارپیو کار کو جلا دیا، نام پوچھ کر گاڑی جلانا اس بات کا ثبوت ہے کہ معاملہ محض ایک وقتی جھگڑا نہیں رہا تھا بلکہ باقاعدہ شناخت کی بنیاد پر تشدد میں بدل چکا تھا۔

گئور کے اندر مزید دو مسجدوں کو نشانہ بنایا گیا، جامع مسجد (جو مسافر خانہ کے نام سے بھی معروف ہے) میں توڑ پھوڑ کی گئی، جانماز جلائے گئے، قرآنِ مجید کی بے حرمتی کی گئی، اہل حدیث کی نئی مسجد میں آگ لگا دی گئی، امام صاحب کا روم جلکر خاکستر ہو گیا، امام صاحب کو اس قدر مارا گیا کہ وہ اسپتال میں داخل ہیں، دونوں مسجدوں کے آس پاس مسلمانوں کے گھروں پر پتھراؤ کیا گیا، سامان لوٹا گیا، پورینوا گاؤں کی مسجد میں توڑ پھوڑ کی گئی، کھڑکی اور دروازے کے شیشوں کو چکنا چور کر دیا گیا۔ جو کچھ ہوا وہ صرف ایک وقتی ہنگامہ نہیں تھا بلکہ ایک پری پلانڈ سانحہ تھا، جس نے درجنوں خاندانوں کی زندگی ہلا کر رکھ دی، ایسے میں سوال یہ ہے کہ اس نقصان کی بھرپائی کون کرے گا؟ کیا حکومت متاثرین کو معاوضہ دے گی؟

یا پھر جن لوگوں نے جلاؤ گھیراؤ کیا، جنہوں نے آگ لگائی، توڑ پھوڑ کی، انہی سے قانون کے ذریعے ہرجانہ وصول کیا جائے گا؟ ریاست کی ذمہ داری صرف یہ نہیں کہ حالات کو وقتی طور پر قابو میں کرلے، بلکہ یہ بھی ہے کہ متاثرین کے زخموں پر عملی مرہم رکھے اور ان کے نقصانات کا ازالہ یقینی بنائے۔

دوسرا اور اس سے بھی اہم سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کے چہرے ویڈیوز میں صاف نظر آرہے ہیں، جو آگے آگے تھے، جو ہجوم کو اکسا رہے تھے، جو املاک کو آگ لگا رہے تھے، ان سب کی مکمل اور غیر جانبدار تفتیش کب ہوگی؟ صرف نچلی سطح کے چند افراد کو پکڑ لینا کافی نہیں، بلکہ یہ بھی دیکھا جانا چاہیے کہ اس کے پیچھے کون لوگ تھے، کس نے منصوبہ بنایا، کس نے نفرت کو ہوا دی، اور کس نے پورے علاقے کو جلانے میں کردار ادا کیا، ایسے تمام کرداروں کو کیفرِ کردار تک پہنچانا حکومت کی قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہے، اگر تحقیقات ادھوری رہ گئیں، اگر اصل محرکین تک ہاتھ نہ پہنچا، تو انصاف کا تقاضا پورا نہیں ہوگا، محض شانتی میٹنگ کروا دینا، یا رسمی ریلی منعقد کروا دینا مسئلے کا حل نہیں ہے، امن کی بات اپنی جگہ اہم ہے، مگر امن انصاف کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا، اگر ہر بار مسلمانوں کا جانی و مالی نقصان ہوتا رہے، ان کے گھروں میں گھس کر توڑ پھوڑ کی جائے، ان کی املاک جلائی جائے، اور پھر کچھ دن بعد سب کچھ معمول پر لانے کی بات کر دی جائے، مگر مجرموں کو سزا نہ ملے، تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مجرموں کا حوصلہ اور بڑھے گا، انہیں یہ پیغام جائے گا کہ وہ جو چاہیں کریں، چند دن بعد معاملہ ٹھنڈا پڑ جائے گا، اور کوئی سخت انجام ان کا منتظر نہیں ہوگا۔

جب سزا کا خوف ختم ہو جاتا ہے تو جرم کو لوگ اپنا مشن بنا لیتے ہیں، پھر یہی فساد ان کے لیے طاقت کا اظہار بھی بن جاتا ہے، اور بعض کے لیے کمائی کا ذریعہ بھی، نفرت پھیلانا ایک منظم سرگرمی بن جاتی ہے، اور ہر نئے موقع پر وہی عناصر دوبارہ سرگرم ہو جاتے ہیں، اسکا واضح ثبوت حالیہ دنوں میں ہونے والے واقعات ہیں، دھنوشا ضلع (کملا میونسپلٹی-6 سکھوامران) میں مسجد میں توڑ پھوڑ کی گئی اور قرآن مجید کو آگ لگائی گئی، بیرگنج میں اسی طرح دنگا پھیلایا گیا، اور مسلمانوں کا مالی و جانی نقصان پہنچایا گیا اور ضلع روتہٹ (پروہا نگرپالیکا وارڈ نمبر 9 رامپور کھاپ) میں پولیس کی موجودگی میں مسجد کے دروازے اور کھڑکیوں کو ہندو شرپسند توڑ رہے تھے اور پولیس خاموشی کے ساتھ انکا ساتھ دے رہی تھی، بلکہ امام صاحب کو ہی زد و کوب اور مار پیٹ کر رہی تھی، ویڈیو میں صاف نظر آرہا ہے، اسلئے ضروری ہے کہ اس بار واضح اور مثال قائم کرنے والی کارروائی ہو، گرفتاریاں ہوں، مقدمات چلیں، شفاف عدالتی عمل کے ذریعے مجرموں کو قرار واقعی سزا ملے، اور متاثرین کو مکمل معاوضہ دیا جائے، یہی وہ راستہ ہے جس سے آئندہ کے لیے دروازے بند ہوں گے اور یہی وہ پیغام ہے جو معاشرے کو دیا جانا چاہیے کہ قانون سب سے بالاتر ہے، اس میں مسلم سیاجی و سماجی نمائندوں کو اہم کردار ادا کرنا ہوگا، ورنہ ایسے واقعات پھر رونما ہونگے۔

اگر حکومت واقعی امن چاہتی ہے تو اسے انصاف کو اولین ترجیح دینی ہوگی، کیونکہ انصاف کے بغیر امن صرف ایک عارضی خاموشی ہوتی ہے، جبکہ سزا کے ساتھ انصاف آئندہ نسلوں کے لیے تحفظ کی ضمانت بنتا۔

رمضان المبارک: رحمتوں، برکتوں اور اصلاح نفس کا مہینہ

(مولانا) رضوان دانش مصباحی

رمضان المبارک اسلامی سال کا سب سے بابرکت اور مقدس مہینہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے بے شمار فضائل و کمالات سے مزین فرمایا۔ یہی وہ عظیم مہینہ ہے جس میں انسانیت کے لیے ہدایت کا آخری اور مکمل ضابطۂ حیات، قرآنِ مجید، نازل ہوا۔ ارشادِ ربانی ہے: "شَهرُ رمضانَ الذی أُنزل فیه القرآن هدیً للناس"۔ اس نسبت نے رمضان کو تمام مہینوں پر فوقیت عطا کر دی۔ گویا رمضان صرف عبادت کا مہینہ نہیں بلکہ قرآن سے تعلق مضبوط کرنے اور اپنی زندگی کو اس کے سانچے میں ڈھالنے کا مہینہ ہے۔

رمضان کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان آیا یہ برکت کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو طوق ڈال دیے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس کی بھلائی سے محروم رہا بے شک وہ محروم ہے۔ (سنن نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت ابتدائے سال سے سال آئندہ تک رمضان کے لیے سنواری جاتی ہے جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا حور عین پر چلتی ہے وہ کہتی ہیں اے رب! تو اپنے بندوں سے ہمارے لیے ان کو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ (بیہقی)۔ رمضان کی سب سے نمایاں عبادت روزہ ہے۔ روزہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ قرآنِ کریم میں فرمایا گیا: "یا أیها الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون"۔ اس آیت میں روزے کا اصل مقصد واضح کر دیا گیا کہ اس کے ذریعے انسان کے اندر تقویٰ پیدا ہو۔ تقویٰ دراصل دل کی وہ کیفیت ہے جو انسان کو ہر وقت اللہ کی یاد اور جوابدہی کا احساس دلاتی ہے۔

روزہ انسان کو صبر، برداشت اور خود احتسابی کی تربیت دیتا ہے۔ بھوک اور پیاس کی شدت انسان کو ان لوگوں کا احساس دلاتی ہے جو سال بھر محرومی کا شکار رہتے ہیں۔ یوں رمضان سماجی ہمدردی اور مساوات کا عملی سبق بھی بن جاتا ہے۔

رمضان المبارک میں نیکیوں کا اجر کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ اسی لیے مسلمان اس مہینے میں عبادات کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔ تراویح کی نماز، تلاوتِ قرآن، ذکر و اذکار اور صدقات و خیرات اس ماہ کی نمایاں عبادات ہیں۔

شبِ قدر، جو اسی مہینے میں عطا کی گئی، ہزار مہینوں سے بہتر قرار دی گئی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے: "لیلۃ القدر خیر من ألف شهر"۔ یہ رات دراصل اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کے نزول کی رات ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس رات کو عبادت میں گزار کر اپنی مغفرت کا سامان کر لیتے ہیں۔

احادیث میں اس شب کی بہت فضیلتیں وارد ہیں۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ جس نے اس رات میں ایمان و اخلاص کے ساتھ شب بیداری کر کے عبادت کی اس کے سال بھر کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

آدمی کو چاہیے کہ اس شب میں کثرت سے توبہ و استغفار کرے اور رات عبادت میں گزارے، سال بھر میں شب قدر ایک مرتبہ آتی ہے اور روایات کثیرہ سے ثابت ہے کہ وہ رمضان کے عشرہ اخیرہ میں آتی ہے اور اکثر اس کی بھی طاق راتوں میں سے کسی رات میں۔ بعض علماء کے نزدیک رمضان کی 27ویں رات شب قدر ہے اور یہی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے امم گزشتہ کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو تمام رات عبادت کرتا تھا اور تمام دن جہاد میں مصروف رہتا تھا اس طرح اس نے ہزار مہینے گزارے تھے، مسلمانوں کو اس سے تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے شب قدر عطا فرمائی اور آیت کریمہ نازل کی کہ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کرم ہے کہ آپ کے امتی شب قدر کی ایک رات عبادت کریں تو اس کا ثواب پچھلی امت کے ہزار ماہ عبادت کرنے والوں سے زیادہ ہے۔

رمضان کو رحمت، مغفرت اور جہنم سے نجات کا مہینہ قرار دیا گیا ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ کے مطابق اس مہینے کے پہلے عشرے میں رحمت، دوسرے میں مغفرت اور تیسرے میں جہنم سے نجات کی بشارت دی گئی ہے۔ یہ مہینہ گویا بندے اور رب کے درمیان تعلق کو مضبوط کرنے کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔ رمضان صرف انفرادی عبادت تک محدود نہیں بلکہ یہ اجتماعی اصلاح کا بھی ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ اور صدقات کے ذریعے مالدار افراد غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ افطار کی محفلیں محبت اور اخوت کو فروغ دیتی ہیں۔ مساجد آباد ہو جاتی ہیں اور معاشرے میں روحانیت کی فضا قائم ہو جاتی ہے۔

حقیقی روزہ وہی ہے جو انسان کو جھوٹ، غیبت، بددیانتی اور دیگر اخلاقی برائیوں سے دور رکھے۔ اگر انسان روزہ رکھ کر بھی زبان اور عمل کی اصلاح نہ کرے تو وہ رمضان کے اصل مقصد سے محروم رہ جاتا ہے۔

رمضان المبارک دراصل ایک تربیتی مدرسہ ہے، جو انسان کو روحانی پاکیزگی، اخلاقی بلندی اور سماجی خیر خواہی کا درس دیتا ہے۔ یہ مہینہ ہمیں اپنے رب کی طرف رجوع کرنے، اپنے اعمال کا جائزہ لینے اور اپنی زندگی کو سنوارنے کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔ اگر ہم رمضان کی حرمتوں کا احترام کرتے ہوئے اس کی برکتوں سے حقیقی فائدہ اٹھائیں تو یقیناً ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی میں مثبت انقلاب آسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی صحیح قدر کرنے، اس کی رحمتوں کو سمیٹنے اور اس کے پیغام کو اپنی زندگیوں میں نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(مولانا) رضوان دانش مصباحی
نظامی منزل، قصبہ منہداول، سنت کبیر نگر۔

جامعہ حضرت مولانا نور الدین للبنات کا جشن ردا پوشی و ختم بخاری اختتام پذیر

پریس ریلیز (نیپال اردو ٹائمز)

الحمد للہ۔ جامعہ ہذا کی تعمیریں تو 2007 میں مکمل ہو چکی تھی اور قاضی گاؤں و اطراف کی بستیوں سے بچیاں آتیں اور تعلیم حاصل کرکے چلی جاتی تھیں۔ کچھ وجوہات کی بنیاد پر دارالاقامہ کا انتظام نہیں کیا گیا تھا 'ہاں 30/ جولائی 2023 کو دارالاقامہ کا شاندار انتظام ہوا' داخلے شروع ہوئے 'دیکھتے ہی دیکھتے تین سو بچیوں کے داخلے ہوئے اور زور و شور سے تعلیم و تربیت کا آغاز ہوا۔ اور 10/ فروری 2026 بروز منگل کو پہلی بار ختم بخاری شریف کی محفل رکھی گئی 'سراج المصنفین حضرت علامہ مولانا مفتی عیسی رضوی صاحب قبلہ نے پس پردہ بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا۔ اس بابرکت محفل کی سرپرستی حضور رفیق ملت تلمیذ مفتیٔ اعظم ہند نور العلماء والمشائخ حضرت علامہ الحاج محمد نورالدین احمد نوری صاحب قبلہ اور صدارت محب العلما مفتی ڈاکٹر ذاکر حسین نوری فناءالقادری مصباحی اور نگرانی حضرت مولانا غلام مصطفی نوری صاحب قبلہ صدر المدرسین جامعہ ہذا نے کی۔ پس پردہ طالبات و خواتین کے علاوہ علما و حفاظ اور عوام کی ایک خاصی تعداد موجود تھی۔ شیخ الحدیث جامعہ ہذا حضرت مولانا مفتی ابرار عالم مصباحی صاحب قبلہ نے عظمت بخاری پر ایک پر مغز و معلومات افزا تقریر کی۔ اور حضرت مولانا محفوظ القادری نے نعت پیش کی۔

11/ فروری 2026 بروز بدھ دو بجے دن تا پانچ بجے شام ردا پوشی و تقسیم اسنادات کا جلسہ ہوا جس کی صدارت صدر معلمہ محترمہ عالمہ فاضلہ قاریہ موسمی صدیقی صاحبہ نے کی اور تمام معلمات نے نگرانی کی اور مہمان خطیبہ عالمہ فاضلہ نازنین اشرفی صاحبہ نے خطاب کیا جبکہ ام العلماء واخت الفضلاء الحاجہ محترمہ مقیمہ خاتون صاحبہ زوجۂ حضور جلال ملت کے ہاتھوں تین فاضلات اور سولہ قاریات کی ردا پوشی کی گئی اور شعبۂ ٹیلیرنگ میں کامیاب تئیس طالبات کو خیاطی کی سند دی گئی۔ ان تمام تقریبات کی نگرانی حضرت مولانا فیاض عالم نوری صاحب قبلہ ناظم تعلیمات اور مدرسہ انچارج جناب محمد شفیق عالم صاحب نے کی۔

-------رپورٹ از--- دلکش نوری معلمہ جامعہ ہذا

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977

اپنے گھروں میں اسلام اور انسانیت کے خدام پیدا کیجئے!

سرفراز احمد قاسمی حیدرآباد
رابطہ: 8099695186

رمضان المبارک کی مقدس اور بابرکت ساعتیں جاری ہیں،اس مقدس ماہ میں بہت سے لوگوں کے ٹائم ٹیبل اور روٹنگ تبدیل ہوجاتی ہے اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ اس مہینے میں مسلمانوں سے اسلام بہت ساری چیزوں کا مطالبہ کرتاہے،یہ مہینہ دوسرے عام مہینوں کی طرح ہر گز نہیں ہے،اس ماہ کے شب و روز خصوصی اہمیت کے حامل ہیں،اس کا ایک ایک لمحہ انتہائی قیمتی ہے،لہذایہی وجہ ہے کہ خوب ناپ تول کر اس کے اوقات کو خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے،بے مصرف اور ناقدری کے ساتھ ہر گز اس مہینے کو ضائع نہ کیاجائے،ماہ رمضان کی ایک خصوصیت اس ماہ کا روزہ بھی ہے،روزے کا مقصد اور فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں: "عبادت کا ایک طریقہ روزہ ہے۔روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے معبود کے لیے شدید و ثقیل مشقت اٹھانے کے لیے تیار ہوجائے۔اس کا فلسفہ یہ ہے کہ انسان جب کسی سے سخت دل بستگی اور قلبی محبت کرتاہے تو پھر اس بات کی پرواہ بالکل نہیں کرتا کہ اس کی اپنی زندگی اور مرافقِ حیات درست ہیں یا نہیں اور وہ عیش وآرام میں ہے یا تکلیف ورنج میں"۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن تقریر فرمائی، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کی تعریف فرمائی کہ یہ لوگ دوسروں کو دین کی باتیں بتاتے ہیں پھر فرمایاکہ ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں دینی سوجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے،ان کو تعلیم نہیں دیتے،ان کو نصیحت نہیں کرتے، بری باتوں سے کیوں نہیں روکتے؟اور ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ دین کی باتیں نہیں سیکھتے؟کیوں اپنے اندر دینی سمجھ پیدا نہیں کرتے؟ اپنی اولاد کے اندر دینی جذبہ پیدا نہیں کرتے؟ خدا کی قسم لوگوں کو آس پاس کی آبادی اور اپنے حلقے کو دین سکھانا ہوگا،ان کے اندر دینی شعور پیدا کرنا ہوگا،وعظ و تلقین کا کام کرنا ہوگا اور لوگوں کو لازماً اپنے قریب کے لوگوں سے دین سیکھنا اور سکھانا ہوگا،اپنے اندر دینی سوجھ بوجھ پیدا کرنی ہوگی اور وعظ و نصیحت قبول کرنا ہوگا،ورنہ میں انہیں اس دنیا میں جلد سزادوں گا۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر سے اتر آئے،لوگوں میں چہ می گوئیاں ہونے لگی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے سخن کن لوگوں کی طرف تھا، کچھ لوگوں نے کہا آپ کا اشارہ قبیلہ اشعر کی طرف تھا،یہ لوگ دین کا علم رکھتے ہیں،ان کے قریب دین سے ناواقف وبے پرواہ دیہاتی بستے ہیں اور اشعری لوگ دعوت و تبلیغ سے غافل ہیں،جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تقریر کی خبر اشعری لوگوں کو ہوئی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ! ہم سے کیا قصور سرزد ہوا کہ آپ ہم پر غضب ناک ہوئے؟ کیا تعلیم و تبلیغ بھی ہماری ذمہ داری ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! ہاں یہ بھی تمہاری ذمہ داری ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی،لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل (طبرانی) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر جو آیت تلاوت فرمائی،اس سے ہم لوگوں کو یہ بتانا مقصود ہے کہ بنی اسرائیل نے نافرمانی کرنے والوں کو نہیں روکا جس کے نتیجے میں خدا کا غصہ ان پر بھڑکا،تم نے اگر ان کی طرح نافرمانوں کا ہاتھ نہ پکڑا اور غلط قسم کی رواداری برتی تو تم بھی اس کے غضب کے شکار ہو گے،اس کی روشنی میں ہم میں سے ہر ایک کو دین سمجھنے اور سمجھانے کی فکر کرنی ہوگی اور تعلیم و تبلیغ کے فریضے کو ہر حال میں انجام دینا ہوگا،یہی راستہ خدا کے غضب سے بچنے اور اس کی رضا کو حاصل کرنے کا ہے،اس لئے اپنی خاص جدوجہد سے ہم میں سے ہر ایک کو اس چراغ کو جلائے رکھنا ہوگا،یہ چراغ جلتا رہے،ہم سبکو اسکی جدوجہد اور کوشش کرنی ہوگی۔

بچوں کا ذہن،بچے کے اخلاق و عادات، اطوار،رہن،سہن اور اس کا دین ماں باپ کی تربیت اور تعلیم سے متاثر ہوتا ہے،جیسا والدین کی تعلیم و تربیت کا طریقہ ہوگا،اسی طریقے پر بچے کی نشو نما ہوپائے گی،قیامت کے دن باپ سے اولاد کے بارے میں سوال ہوگا کہ تم نے اس بچے کو کیا کیا تعلیم دی تھی؟ کیسی تہذیب اور کیسا ادب سکھایا تھا؟لہذا اولاد کی جسمانی پرورش کے بعد ہر والدین کا سب سے بڑا فرض اور سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ انہیں اس قابل بنایا جائے کہ وہ خدا کی بارگاہ میں معزز ہوں،وہ جہنم سے خود بھی محفوظ رہیں اور دیگر لوگوں کی حفاظت کا ذریعہ بھی بنیں۔ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کو بلا کر زیتون کا تیل دیا اور فرمایا کہ سر پر اس کی مالش کرو،بچوں نے سر پر تیل لگانے سے انکار کردیا،راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے لکڑی لی اور بچوں کو مارنا شروع کیا،صحابی رسول،بچوں کو مارتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے کیا تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیل لگانے کی سنت سے اعراض کرتے ہو؟ یہ ہے تربیت کا نبوی طریقہ اور سنت کی عظمت،جو ہر ماں باپ پر لازم ہے،تربیت کی ذمہ داری ماں پر زیادہ ہے کیونکہ باپ،بیوی اور بچوں کی ضروریات پوری کرنے کی فکر میں کمانے کے لئے گھر سے باہر چلا جاتا ہے،ماں گھر میں رہتی ہے،اس لیے ماں کو چاہیے کہ اولاد کی تعلیم وتربیت اور ان کی نقل و حرکت پر کڑی نگاہ رکھے،وہ خود بھی دیندار بنے اور اپنے بچوں کی تربیت بھی اسی خطوط پر کرے،اگر ماں نیک ہے جھوٹ نہیں بولتی،گالیاں نہیں دیتی،صبح سویرے نیند سے اٹھ جاتی ہے،نماز روزے کی پابند ہے،قرآن حکیم کی تلاوت کرتی ہے،تو انکے بچوں اور بچیوں کے اندر بھی اس قسم کے اوصاف حمیدہ پیدا ہوجاتے ہیں،جو اسلام کا تقاضہ اور وقت کی اہم ضرورت ہے،اور اگر ماں جھوٹ بولتی ہے،بدزبان ہے،بدخلاق ہے اور دین کے احکام پر کاربند نہیں ہے تو بچوں کے اندر بھی یہی بری خصلتیں پیدا ہوں گی اور بچپن کی یہ برائیاں اخیر عمر تک رہیں گی جن کے برے نتائج دنیا وآخرت دونوں جگہ میں انہیں بھگتنے ہوں گے۔یہ سب گھر کے ماحول کا ثمرہ ہے،اس لیے نہایت ضروری ہے کہ ماں باپ خود بھی برائیوں سے بچتے رہیں،اپنی اولاد کو بھی بچاتے رہیں اور انہیں اچھی و معیاری تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کا خاص اہتمام کریں،آج ہم جن نازک حالات کا سامنا کررہے ہیں،اسلام اور مسلمان جن تشویشناک حالات سے گذر رہے ہیں،ایسے میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اس وقت ہم اپنے گھروں میں اسلام اور انسانیت کے خدام پیدا کریں اور یہ اسی وقت ممکن ہے،جب والدین اپنی اولاد کی صحیح اور درست تربیت کریں،اسلام کے نقوش پر اپنی اولاد کو پروان چڑھائیں۔

نئی جنریشن اور نئے پیدا ہونے والے بچوں کی شروع ہی سے ایسی تربیت کی جائے کہ ان کے قلب ودماغ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت سے رنگے ہوئے ہوں، بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے بھی حکیم الحکماء رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اصول وضع فرمائے ہیں وہ ایسے فطری اور مؤثر ہیں کہ بغیر کسی مشقت کے بچے کے نشونما کے ساتھ ساتھ اس کا ذہنی اور اخلاقی ارتقا خود بخود ہوتا چلا جائے۔سب سے پہلا کام جو بچے کی پیدائش کے متصل ماں باپ پر لازم کیا گیا وہ یہ کہ اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے،نری فلسفہ تبلیغ کے پرستار تو کہیں گے کہ یہ تو فضول حرکت ہے،جو بچہ ابھی اپنی ماں کی زبان بھی نہیں سمجھتا اس کے کان میں حی علی الفلاح کے عربی جملے ڈالنے سے کیا فائدہ؟ مگر حقیقت شناس لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ الفاظ درحقیقت ایمان کا بیج ہیں،جو کان کے راستے سے بچے کے دل میں ڈالا گیا ہے اور یہی بیج پرورش پاکر کسی وقت تناور درخت بنے گا،دوسرا کام یہ کہ جب بچہ زبان کھولنے لگے تو اس کو سب سے پہلے اللہ کا نام سکھاؤ،رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بچوں کی زبان کلمہ لاالہ الا اللہ سے

سرفراز احمد قاسمی حیدرآباد

کھلواؤ اور یہی کلمہ موت کے وقت ان کو یاد دلاؤ،گویا دنیا میں دخول و خروج اسی کلمہ لاالہ الا اللہ کے ساتھ ہونا چاہیے،پھر جب کچھ سمجھنے،بوجھنے کے قابل ہوجائے تو اللہ تعالی کی عظمت و محبت اس کے دل نشیں کرے اور سنت کے مطابق ادب و تہذیب سکھائے،بچوں کے سامنے جھوٹ بولنے اور غیبت وغیرہ کرنے سے بھی پرہیز کرے کہ بچہ ان بری خصلتوں کا عادی نہ بن جائے،بچے کے ہاتھ سے اچھے کاموں میں خرچ کرائے کہ بخل اس کی طبیعت میں جگہ نہ پائے،رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھے اخلاق سے بہتر کوئی اچھی دولت نہیں بخشی اور فرمایا کوئی شخص اپنے بچے کو ادب و تہذیب سکھائے یہ اس سے بہتر ہے کہ ہر روز بقدر ایک فطرہ کے مساکین پر صدقہ کیا کرے۔پندرہ سولہ سال قبل پڑوس کے معروف عالم دین حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب ہندوستان کے دورے پر تشریف لائے تھے اور انہوں نے دارالعلوم دیوبند کا دورہ بھی کیا تھا،اس موقع پر دارالعلوم کے بعض اساتذہ نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ نے پوری دنیا کا دورہ کیا ہے،دنیا کو قریب سے دیکھا ہے،درجنوں ممالک میں آپ کا سفر ہوتا رہتا ہے،شاید ہی کوئی ایسا ملک ہو جہاں آپ کا سفر نہ ہوا ہو اور آپ وہاں نہ گئے ہوں،خلاصہ یہ کہ امریکہ،یورپ اور دیگر ملکوں کو آپ نے بہت قریب سے دیکھا ہے،یہ بتائیے کہ وہاں آپ نے اسلام کو کیسا پایا؟اور دنیا بھر میں اسلام کا مستقبل کیسا ہے؟ دارالعلوم آپ سے جاننا چاہتا ہے تو حضرت مفتی صاحب نے اسکے جواب میں فرمایا کہ الحمدللہ دنیا بھر میں اسلام کا مستقبل تابناک ہے،اس پر کوئی خطرہ نہیں،اسکا مستقبل انتہائی روشن ہے،اور اسکے بعد مثال کے طور پر مختلف ملکوں کے کئی واقعات آپ نے سنائے۔یہ ساری باتیں عرض کرنے کا مقصد اور منشا یہ ہے کہ ہم جیسے لوگ جن کا شمار دین داروں میں ہوتا ہے اور نہ ہی دنیاداروں میں،ہمارے گھروں میں 5 سے 10 سال کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا دینی جذبہ دیکھ کر رشک آتا ہے اور آنکھیں نم ہوجاتی ہیں،انکی کم سنی اور کم عمری کے باجود ماہ رمضان میں بالخصوص نماز،روزہ اور تلاوت کے لئے انکی لگن اور شوق ہماری ممانعت کے آگے ہیچ نظر آتا ہے،لیکن اسکے ساتھ ہی یہ امید بھی یقین میں تبدیل ہوجاتی ہے کہ اسلام اور انسانیت کے خدام دراصل اسی ماحول سے پیدا ہونگے،ہم تو خیر خواہی کے جذبے سے انھیں منع کرتے ہیں کہ بیٹے ابھی آپ سن بلوغت کو نہیں پہونچے،اسلئے آپ کے اوپر نماز،روزہ سمیت اسلامی احکام نافذ نہیں ہونگے،آپ اسکے مکلف نہیں ہیں،ابھی آپ کی عمر روزہ رکھنے کی نہیں ہے،لیکن انکے شوق و ولولے کے آگے ہمیں سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے اور خاموشی اختیار کرنی پڑتی ہے،وہ روزہ،تراویح،نماز اور تلاوت وغیرہ کے لئے ہر مشقت خوشی خوشی جھیلنے تیار اور آمادہ ہیں،ہماری کسی زور زبردستی کے بغیر خوش اسلوبی اور خندہ پیشانی کے ساتھ مسلسل نماز روزے،تلاوت و تراویح کی پابندی کرتے ہیں،بعض اوقات کسی تکلیف اور پریشانی کے باوجود بھی قدم پیچھے ہٹانے ہرگز تیار نہیں،سوال یہ ہے کہ ان چھوٹے چھوٹے بچوں میں اسلامی احکام پر عمل آوری کا شوق اور جذبہ آخر کس نے پیدا کیا؟ کیا یہ مستقبل کے لئے ایک اچھی اور فرحت بخش خبر نہیں ہوسکتی؟ کیا ہم بھی اپنے گھروں میں ایسا دینی ماحول پیدا کرنے کے لئے سنجیدہ ہیں؟آج جب کہ بے دینی،بے حیائی،عریانیت اور فحاشی وغیرہ کو ہم لوگ اپنے گھروں میں عام کررہے ہیں؟ کیا اسی طرح دینی وروحانی ماحول ہمارے گھروں میں قائم ہورہا ہے؟ رمضان المبارک میں بھی اگر اس پر پابندی سے عمل کرلیا گیا،بچوں کو دینی وروحانی ماحول فراہم کردیا گیا اور اسلامی خطوط پر انکی تربیت کردی گئی تو پھر میرا خیال ہے کہ کسی مایوسی کی ہرگز ضرورت نہیں ہے،آنے والے وقت میں اسلام کے نام لیوا،اسکے سپاہی اور اسکے خدام خود ہمارے گھروں سے پیدا ہونگے،شرط یہ ہے کہ پہلے ہم اپنے گھروں میں،اپنے حلقوں میں،اپنے خاندان میں ایسا ماحول قائم تو کریں،جہاں بچے کم عمری اور کم سنی میں اسلامی احکام اور اسکی تعلیمات کو سینے سے لگانے لگیں،انھیں اچھے،برے کی تمیز سکھلائی جائے،اس پر عمل آوری کے لئے انھیں کوئی طاقت نہ روک سکے،انکے عزم کے سامنے کوئی حربہ کامیاب نہ ہو،وہ دیوانہ وار اسلام کے سپاہی بننے کے لئے تیار ہوں،اسی لئے اپنے بچوں کو کم عمری میں تعزیت کرنا،تیمارداری کرنا،احساس اور برداشت کرنا،تواضع و انکساری،احترام،تحمل اور بردباری سکھائیں، انسانیت سے ہمدردی اور خیر خواہی کی تعلیم دی جائے،کھانا تو دیگر حیوان بھی اپنی اولاد کو کھلاتے ہیں لیکن بچوں کی اچھی تربیت اور انھیں اچھے اخلاق سکھلانا ہم میں سے ہر ایک کا اصل فریضہ ہے۔شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی یہ بات کتنی سچی ہے کہ حفاظت اسلام کے نعرے تو بہت بلند کئے جاتے ہیں،مگر عملی پہلوؤں سے ہم خود گریزاں رہتے ہیں،اسلام کوئی مجسمہ نہیں کہ جسکی حفاظت کے لئے کسی لاؤ لشکر کی ضرورت ہو،آپ اپنے اندر اسلام سمو لیجئے،آپ بھی محفوظ ہوجائیں گے اور اسلام بھی محفوظ ہوجائے گا۔*(مضمون نگار،معروف صحافی اور اسلامی اسکالر ہیں)*

نماز تراویح میں حافظ قرآن کی چھپی محنت

تحریر۔
محمد توحید رضا علیمی بنگلور

رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ اپنے ہر ہر لمحے برکتیں لٹا رہا ہے۔ شہر ہو یا دیہات، گھر ہو یا بازار، ہر سو شریعتِ مصطفی ﷺ کی بہاریں نظر آرہی ہیں۔ مسلمانوں میں عبادت وریاضت کا ایک نیا جذبہ بیدار ہے۔ مسجدیں نمازیوں سے آباد ہیں، سروں پر ٹوپیاں، اسلامی لباس، نظروں کی حفاظت، راست گوئی اور ضرورت مندوں سے ہمدردی کے مناظر دیکھ کر بے اختیار زبان سے 'سبحان اللہ' نکلتا ہے۔ دوسری طرف خواتینِ اسلام پردے کا اہتمام، خوش مزاجی اور عبادات کے ساتھ ساتھ گھریلو کام کاج اور بچوں کی تربیت کو مسکراہٹ کے ساتھ انجام دے کر رمضان المبارک کی برکتوں مالا مال ہورہی ہیں ۔اسی مبارک مہینہ میں قیام اللیل کی صورت میں نمازِ تراویح ادا کی جاتی ہے، جس کی بدولت مساجد میں کلامِ الٰہی کی نورانی صدائیں گونجتی ہیں۔ لیکن کیا ہم نے کبھی اس مصلے کی تپش کو محسوس کیا ہے جس پر ایک حافظِ قرآن تنِ تنہا ڈیڑھ سے دو گھنٹے کھڑا رہتا ہے؟ ہم مقتدی تو بیس رکعتوں کے بعد فارغ ہوجاتے ہیں، مگر وہ مصلے کا امین اپنی ذمے داریوں کے حصار میں سحری سے افطار اور افطار سے سحری تک قرآن کی دہرائی میں قید رہتا ہے۔

حافظِ قرآن کی مشقت

حافظِ قرآن بننا کوئی آسان کام نہیں، اہلِ علم نے اسے 'لوہے کے چنے چبانے' اور 'سات سمندر پار کرنے' کے مترادف قرار دیا ہے۔ یہ محض الفاظ نہیں بلکہ اس کٹھن مجاہدے کی عکاسی ہے جس سے ایک حافظ گزرتا ہے۔ 'لوہے کے چنے چبانا' اس ذہنی مشقت کی علامت ہے جہاں اسے چھے ہزار چھے سو چھاسٹھ آیات کو زیر وزبر کی غلطی کے بغیر سینے میں محفوظ کرنا پڑتا ہے،اور 'سات سمندر پار کرنا' اس طویل اور صبر آزما سفر کا نام ہے جس میں وہ اپنے بچپن کی رنگینیاں، والدین کی ممتا اور گھر کا آرام مدرسے کی چہار دیواری میں قربان کردیتا ہے۔

ایک حافظ بننے کے لیے برسوں کی محنت، اساتذہ کی سختی و محبت اور اپنوں سے دوری کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ قوم نے شاید ایک حافظ کے حقیقی مرتبے اور اس کی قربانی کو صحیح معنوں میں پہچانا ہی نہیں۔ مصلے پر کھڑا وہ حافظ جب بیس رکعتوں میں سوا یا ڈیڑھ پارہ سناتا ہے، تو وہ محض ایک 'آٹو میٹک مشین' کی طرح تلاوت نہیں کررہا ہوتا، بلکہ وہ کلامِ الٰہی کے ایک ایک حرف کا امین بن کر 'نائبِ رسول ﷺ' کے عظیم منصب پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ اس کے کندھوں پر جہاں قرآن کی عظمت کا بوجھ ہوتا ہے، وہیں مقتدیوں کی توقعات اور مصلے کی تپش بھی ہوتی ہے، مگر وہ ان تمام آزمائشوں کے باوجود اللہ کے کلام کا حق ادا کرنے کی مخلصانہ کوشش کرتا ہے۔"

حافظِ قرآن کی حقیقی پکار

رمضان المبارک کے اس مقدس بابرکت باعظمت مہینے میں ایک حافظِ قرآن اپنی تمام تر سماجی اور معاشی مصروفیات کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے۔ وہ اپنے گھر بار، بیوی بچوں اور اپنی جائے پیدائش سے دور، ایک انجان ماحول میں صرف کلامِ الٰہی کی تلاوت اور اس کی حفاظت میں مگن رہتا ہے۔ اس کی یہ ہجرت اور یہ تنہائی صرف اس لیے ہے کہ وہ ہمیں اللہ کا کلام سنا سکے۔ ایسے میں حافظِ قرآن پر ذرا ذرا سی بات پر تنقید کرنا یا ان پر دباؤ بنانا، نہ صرف اخلاقی طور پر غلط ہے بلکہ یہ ان کی خدمت کی ناقدری ہے۔

ہماری اصل ذمہ داری تو یہ ہے کہ ہم انہیں حوصلہ فراہم کریں۔ جہاں انسانی کمزوری کی بنا پر کوئی لغزش ہو جائے، وہاں درگزر سے کام لیں اور نماز کے بعد محبت سے ان کی ہمت بندھائیں کہ: ماشاءاللہ حافظ صاحب! آپ بہت اچھا اور خوش الحانی سے پڑھا رہے ہیں۔ آپ کے یہ چند تعریفی کلمات ان کے سینے میں حوصلے کی نئی روح پھونک دیں گے اور وہ مزید پختگی و دلجمعی کے ساتھ قرآن سنانے کے لیے آمادہ ہوں گے۔

یاد رکھیے! بارگاہِ الٰہی میں وہی نمازیں مقبولیت کا درجہ پاتی ہیں جو "اطمینانِ قلب" کے ساتھ ادا کی جائیں۔ ذرا سوچیے، اگر مصلے پر کھڑا حافظ مقتدیوں کے دباؤ اور جملوں کی وجہ سے قلبی طور پر پریشان ہوگا اور نماز کے دوران بھی وہی دباؤ محسوس کرے گا، تو پھر مقتدیوں کی اپنی نمازوں کا کیا حال ہوگا؟ جب امام کا ذہن منتشر ہو تو مقتدی کا سکون کیسے برقرار رہ سکتا ہے؟ اس لیے امامِ مسجد اور حافظِ قرآن کو ہر اعتبار سے خوش اور مطمئن رکھیے؛ کیونکہ جب ان کا دل مطمئن ہوگا، تبھی وہ پورے خشوع و خضوع اور اطمینانِ قلب کے ساتھ نماز پڑھا سکیں گے، جس کی برکت پوری جماعت کو نصیب ہوگی۔

توقعات ونفسیاتی دباؤ اور عوامی رویے

افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ حافظِ قرآن پر تنقید کرنے والے بعض حضرات کو خود چند چندہ سورتیں بھی صحیح سے یاد نہیں ہوتیں۔ جب وہ خود قرآن پڑھتے ہیں تو لفظی غلطیوں کی بھرمار ہوتی ہے، تلاوت تجوید سے خالی ہوتی ہے، مخارج کی ادائیگی کا علم نہیں ہوتا اور پڑھنے کا انداز بھی متاثر کن نہیں ہوتا۔ لیکن قربان جایئے ان "کرم فرماؤں" کے کہ وہی لوگ مصلے پر کھڑے حافظِ قرآن کو قرآن پڑھانے کے طریقے سکھاتے نظر آتے ہیں۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ۔الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

بعض مقتدی حضرات حافظ کو انسان کے بجائے ایک 'آٹو میٹک مشین' سمجھ لیتے ہیں، جس کا کام صرف بٹن دبانے پر تلاوت شروع کرنا ہے۔ اگر تلاوت کے دوران انسانی تقاضے کے تحت کہیں 'متشابہات' (ملتی جلتی آیات) کی وجہ سے حافظ صاحب رک جائیں یا کوئی لغزش ہوجائے، تو تراویح کے بعد طعنوں کا ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے کہ: "حافظ صاحب کو منزل یاد نہیں"۔ ایسے لوگوں کو حافظ کا چند سیکنڈ کے لیے رکنا بھی پہاڑ کی طرح گراں گزرتا ہے۔

کیا کبھی ہم نے سوچا ہے کہ اس وقت اس مصلے کے امین کے ذہن پر کتنا شدید دباؤ ہوتا ہے؟ اسے رکعتوں کا حساب بھی رکھنا ہے، اگلی منزل کو بھی ذہن میں حاضر رکھنا ہے،اور پیچھے کھڑے سینکڑوں لوگوں کے مختلف مزاجوں کا بوجھ بھی جھیلنا ہے—جن میں سے کوئی "تیز" پڑھنے کا متمنی ہے تو کوئی "آہستہ" پڑھنے کا تقاضا کرتا ہے۔

ان تمام باتوں سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حافظِ قرآن کوئی بے جان مشین نہیں بلکہ گوشت پوست کا انسان ہے، جس پر ربِ کائنات کا یہ خاص کرم اور فضل ہے کہ اللہ پاک نے اپنے مقدس کلام کو ان چنندہ بندوں کے سینوں میں محفوظ فرمادیا ہے۔ یہ وہی قرآن ہے جس کے بارے میں خود رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ ۔اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اُتارتے تو ضرور اُسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔ ترجمہ کنزالایمان۔ مگر قربان جائے اس حافظ قرآن کے سینہ نورانی پر جس نے اس کلام الٰہی کو نہ صرف اپنے اندر سمولیا بلکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اپنے سر لے لی ہے۔ یہ وہ اعزاز ہے جو ہر کسی کے حصے میں نہیں آتا، اس لیے اس کی بشری کمزوریوں پر گرفت کرنے کے بجائے اس کے سینے میں موجود 'کلام الٰہی' کا احترام کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

حافظِ قرآن کا اخروی مرتبہ: شفاعت کا حق اور والدین کا اعزاز

جہاں دنیا میں ایک حافظ قرآن کو مصلے کی تپش اور عوامی رویوں کی تلخی برداشت کرنی پڑتی ہے، وہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بروزِ قیامت اسے وہ مقام رفیع عطا فرمایا ہے جس کا تصور کر کے ایمان تازہ ہوجاتا ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں حافظِ قرآن کے اس بلند مرتبے کی واضح نوید موجود ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ جس نے قرآن پڑھا اور اسے حفظ کیا، اس کے حلال کو حلال جانا اور اس کے حرام کو حرام جانا، تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے گھرانے کے ایسے دس افراد کے حق میں اس کی سفارش قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔" (سنن ترمذی، مشکوۃ المصابیح)

سبحان اللہ! ذرا سوچیے، وہ حافظ جس کے مصلے پر چند سیکنڈ رکنے پر ہم تنقید کرتے ہیں، کل قیامت کے ہولناک دن میں وہی اپنے خاندان کے لیے نجات کا سب سے بڑا ذریعہ بنے گا۔ جس کے سینے میں موجود قرآن کی برکت سے اللہ تعالیٰ جہنم کے مستحق افراد کو بھی معاف فرما دے گا، کیا ہمیں زیب دیتا ہے کہ ہم اس کے مرتبے کو پہچانے بغیر اس کی دل شکنی کریں؟ صرف یہی نہیں، بلکہ حافظِ قرآن کی بدولت اس کے والدین کو بھی وہ وقار ملے گا جو کائنات میں کسی اور کے حصے میں نہیں آئے گا۔ مسند احمد (حدیث: 22950) میں سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن حافظِ قرآن کے سر پر 'تاج الوقار' رکھا جائے گا اور اس کے والدین کو ایسا قیمتی لباس پہنایا جائے گا کہ پوری دنیا مل کر بھی اس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکے گی۔ جب وہ حیرت سے پوچھیں گے کہ ہمیں یہ لباس کیوں پہنایا گیا؟ تو جواب ملے گا: 'تمہاری اولاد کے قرآن حفظ کرنے کی وجہ سے'۔ پھر حافظ سے کہا جائے گا: پڑھو اور جنت کے درجات پر چڑھتے جاؤ، وہ جب تک پڑھتا رہے گا، جنت کے بالا خانوں کی بلندیوں کو چھوتا جائے گا۔

حاصل کلام

جو شخصیت کل قیامت کے دن آپ کے پورے گھرانے کی بخشش کا پروانہ بن سکتی ہے، کیا آج اسے معمولی بشری تقاضوں پر نشانہ بنانا عقل مندی ہے؟ اللہ پاک نے اپنے کلام کو اس کے سینے میں محفوظ کر کے اسے پوری کائنات میں ممتاز کر دیا ہے۔ لہٰذا، مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے اپنے حفاظِ کرام کا بھرپور تعاون کریں، ان کی حوصلہ افزائی کریں اور انہیں وہ احترام دیں جس کے وہ حقدار ہیں۔ اگر ہم انہیں ایک پرسکون ماحول فراہم کریں گے، تو ان کے مصلے سے نکلنے والی قرآن کی برکات سے ہماری دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے صدقے و طفیل ہمیں اہلِ قرآن کی سچی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تحریر۔ محمد توحید رضا علیمی بنگلور
امام۔ مسجد رسولُ اللہ ﷺ خطیب۔ مسجد رحیمیہ میسور روڈ جدید قبرستان بنگلور
متہم دارالعلوم حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ ونوری فاؤنڈیشن بنگلور
رابطہ۔ 9886402786
tauheedtauheedraza@gmail.com

نعت خوانوں کے لیے عظیم تحفہ ہے سلسلہ ءنور

در اصل نعت لکھنا پڑھنا اور سننا بڑی سعادت کی بات ہے الحمد للہ رب العالمین ہم مسلمان ہیں اور نبی کریم ﷺ سے عشق کرنے والوں میں سے ہیں ہماری تربیت کی ابتدا بھی اس عاشق صادق کے کلام سے ہوئی ہے جس نے قلم چلایا تو لکھا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام،
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

قارئین کرام ! سلسلہ نور کے حوالے سے مولف سے ملاقات کے کچھ پل آپ ملاحظہ فرمائیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ بخیر ہوں گے مصباحی صاحب قبلہ فقیر کی ایک کتاب سلسلہ ء نور منصہ ء شہود پر آئی ہے، جسے آپ کی بارگار میں پیش کرنا ہے۔آپ سے پر یہار میں کہاں ملاقات ہوگی؟ یہ واٹس ایپ میسج تھا ابوالامجد حضرت مولانا مفتی محمد زاہد حسین مصباحی ساکن نوناہی کا، میں نے مختصر یہ جواب دیا،

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ماشاءاللہ بڑی خوشی کی بات ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے یقیناً آپ جیسے کہنہ مشق شاعر کا کلام محفوظ ہونا ضروری تھا،چونکہ اس سے قبل میں کئی کلام مفتی صاحب کا واٹس ایپ پہ پڑھ چکا تھا، جو مجھے بہت پسند آیا تھا۔

میں چار بجے شام آپ کو پر یہار چوک پہ ملوں گا،ان شاءاللہ اگلے روز ساڑھے تین بجے پھر مفتی ابوالامجد مصباحی صاحب کا فون آیا کہ اور میں نے جواب میں کہا کہ چار بج کر دس منٹ

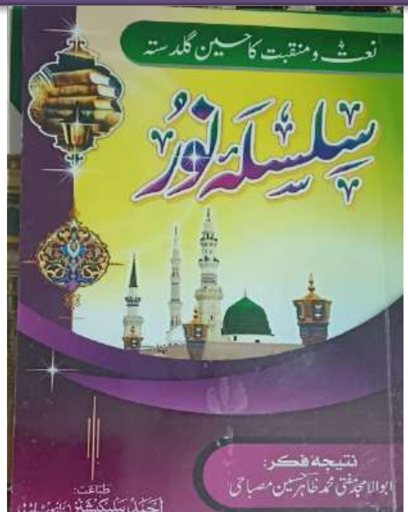

تک پر یہار پہنچ جاؤں گا پر یہار چوک پر پہنچ کر میں نے کال کیا مفتی صاحب نے بتایا کہ میں ازہری مارکیٹ میں ہوں، ازہری مارکیٹ در اصل پر یہار چوک کی بہت مشہور مارکیٹ ہے ،اور بھسوا روڈ میں واقع ہے اور حضور تاج الشریعہ کے نام سے منسوب ہے اسی مارکیٹ میں ضلع سیتامڑھی کے مشہور اور شعلہ بار خطیب، راست گو امانت دار کامیاب تاجر حضرت مولانا مقصود عالم نوری خیر واوی کی کتاب کی دکان بھی ہے جس میں کتاب کے علاوہ ٹوپی انگوٹھی جانماز اور مختلف چیزیں دستیاب ہیں یہ حضرت کے خسر محترم ہیں ،مفتی صاحب یہیں پر براجمان تھے،اسٹیٹ بینک پر یہار برانچ کے سامنے چاےء نوشی ہوئی وہیں پر مفتی صاحب قبلہ نے مجھے نعت و منقبت کا حسین گلدستہ، سلسلہ نور، پیش کیا میں نے کتاب کے صفحات پر

بڑے بڑے نقاد شعراء جیسے ڈاکٹر منصور فریدی وغیرہ کے تاثرات کو دیکھا جو اس کتاب کے حسن میں مزید اضافہ کرتا ہے، کتاب کو پڑھنے کے بعد واقعی یہ احساس ہوتا ہے کہ یقینا مفتی صاحب نہ صرف درس وتدریس میں لاجواب ہیں، بلکہ نعتیہ شاعری میں بھی ید طولہ رکھتے ہیں، آج جب کہ نعتیہ شاعری کے نام پر بازار و شاعری ممبر رسول پر پیش کر کے تقدس کو پامال کیا جارہا ہے نعرہ بازی کے نام پر ہلڑ بازی ہو رہی ہے، چیخ و پکار اتنا کہ سنجیدہ آدمی بیٹھنے سے گھبراتا ہے ، ایسے ماحول میں ایک اچھی شاعری کے صفات سے مزین اشعار تیار کر کے قارءین کے سامنے پیش کر دینا یقینا بڑا کارنامہ ہے، اس موقع پر مجھے یوپی کے مشہور شاعر منور رانا کا ایک شعر یاد آتا ہے، ادب کے نام پر محفل میں چربی بیچنے والوں، ابھی وہ لوگ زندہ ہیں جو گھی پہچان لیتے ہیں، میں نے جستہ جستہ کتاب کا مطالعہ کیا چند اشعار مجھے بہت اچھے لگے جن میں مندرجہ ذیل اشعار قابل ذکر ہیں ، بحر خمسہ ابر باراں دست بستہ ہیں کھڑے ، قاسم نعمت تیرے دست سخا کے سامنے، لب پہ کیا خوب ہی آسان ہے ،سبحان اللہ ،وزنی برسر میزان ہے، سبحان اللہ، زمانے ہو گئے آئے ہوئے سرکار کو لیکن، ابھی تک صبح میں باد بہاری کی جوانی ہے، اس کتاب میں 108 صفحات ہیں اور یہ کتاب 51واں عرس حضور حافظ ملت کے حسین موقع پر 2025 میں شائع ہوئی ہے، نعت خواں حضرات کے لیے اس کا مطالعہ مفید ہے، طالب دعا، ابوافسر مصباحی، نمائندہ نیپال اردو ٹائمز،

رمضان المبارک میں نمازِ تہجد پڑھنا ہوا آسان!

محمد سلمان العطاری دھنوشادھام ضلع دھنوشانیپال

نمازِ تہجد نفل عبادت ہے جو عشاء کی نماز کے بعد سونے کے بعد رات کے پچھلے حصے میں ادا کی جاتی ہے۔ یہ انتہائی فضیلت اور قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔

نمازِ تہجد خداوند متعال سے راز و نیاز اور تنہائی میں عبادت کا حسین موقع ہے۔ جو شخص اس کا اہتمام کرتا ہے، وہ روحانی ترقی اور ربِّ کریم عزوجل کی رضا حاصل کرتا ہے، دعاؤں کی قبولیت کا بہترین موقع حاصل ہوتا ہے، مزید یہ کہ گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا موقع ملتا ہے۔

فضیلتِ نمازِ تہجد

قرآن حکیم کی متعدد آیات کریمہ سے نمازِ تہجد کی فضیلت ثابت ہے چنانچہ چند آیات کریمہ ملاحظہ فرمائیں.

1. اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ.

ترجمہ کنزالایمان: بے شک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب۔(المزمل:20)

۲. اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا. ترجمہ کنزالایمان: بے شک رات کا اٹھنا وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے۔(المزمل:6)

۳. تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ.

ترجمہ کنزالایمان: ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے. (السجدہ: 16) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لوگ قیامت کے دن ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو اپنی خواب گاہوں سے الگ رہتے تھے؟ چنانچہ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ تھوڑے ہوں گے اور وہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے، پھر باقی تمام لوگوں کو حساب کی (جگہ کی) طرف جانے کا حکم دیا جائے گا(شعب الایمان)

4. وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا.

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام میں. (الفرقان:64)*

احادیث کریمہ سے فضیلتِ نمازِ تہجد

1. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدھی رات میں بندے کا دو رکعتیں نماز پڑھنا، دنیا اور اس کی تمام اشیاء سے بہتر ہے، اگر میری امت پر دشواری نہ ہوتا تو میں یہ دو رکعتیں ان پر فرض کر دیتا(کنزالعمال)

2. حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جنت میں بالا خانے ہیں جن کے بیرونی حصے اندر سے اور اندر کے حصے باہر سے نظر آتے ہوں گے۔ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کس کے لیے ہوں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو اچھی گفتگو کرے، کھانا کھلائے، ہمیشہ روزہ رکھے اور رات میں نماز ادا کرے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں" (ترمذی)

رمضان المبارک میں نماز تہجد پڑھنا ہوا آسان

رمضان المبارک رحمتوں، برکتوں اور مغفرت کا مہینہ ہے۔اس مبارک ماہ میں عبادت کا ذوق خود بخود بڑھ جاتا ہے، دل نرم ہو جاتا ہے اور گناہوں سے بچنا نسبتاً آسان محسوس ہوتا ہے۔ دن بھر روزہ رکھنے کی برکت اور رات کو تراویح کی سعادت انسان کو قیام اللیل یعنی نمازِ تہجد کے لیے آمادہ کر دیتی ہے۔

رمضان المبارک کی ایک بڑی برکت یہ ہے کہ سحری کے لیے بیدار ہونا خود بخود تہجد کو آسان بنا دیتا ہے۔ جب انسان سحری کی نیت سے اُٹھ ہی جاتا ہے تو چند لمحے اللہ عزوجل کے حضور کھڑے ہو کر دو یا چار رکعت نمازِ تہجد ادا کرنا مشکل نہیں رہتا۔ اسی لیے رمضان میں تہجد کا اہتمام نسبتاً آسان محسوس ہوتا ہے، جبکہ دیگر مہینوں میں یہ باقاعدہ مجاہدہ مانگتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نمازِ تہجد کے لیے طویل قیام شرط نہیں، بلکہ پختہ نیت اور چند رکعات کا اہتمام ہی کافی ہے۔ اصل چیز اخلاص اور دل کی حاضری ہے۔ رمضان وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے، دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے اور بندوں کو اپنے قرب سے نوازتا ہے۔

لہٰذا سحری کے قیمتی لمحات کو غنیمت جانیے، انہیں غفلت میں نہ گنوائیے، بلکہ چند لمحے اپنے رب کے حضور جھک کر اپنی دنیا و آخرت سنوار لیجیے۔ یہی لمحات انسان کی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ بن سکتے ہیں۔ اس لیے تہجد کے لمحات کو غنیمت جاننا چاہیے۔

کم صحیح رأیت من غیر سقم خرجت نفسه الصحیحة فلتة. میں نے کتنے ایسے تندرست دیکھے ہیں جنہیں کوئی بیماری نہیں تھی اور اچانک ان کی روحیں پرواز کر گئیں.

محمد سلمان العطاری
دھنوشادھام ضلع دھنوشانیپال

حضرت مولانا محمد حنیف خان رضوی شیرانی کی مایہ ناز تصنیف "تنویرُ الاحادیث" منظرِ عام پر

احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں ایمان سے کردار سازی تک کا جامع تربیتی سفر

محمد شمیم احمد نوری مصباحی
خادم: دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف، باڑمیر (راجستھان)

الحمد للہ! جس طرح ہر دور میں سنتِ نبوی ﷺ کی تابندہ تعلیمات نے فکری تاریکیوں کو مٹایا اور انسانیت کو ہدایت کا راستہ دکھایا، اسی طرح عصرِ حاضر کے انتشار اور اخلاقی کمزوری کے ماحول میں احادیثِ مبارکہ کی طرف رجوع وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اسی احساسِ ذمہ داری کے تحت سربراہِ اعلیٰ سنی تبلیغی جماعت، شیرانی آباد، ناشر مسلکِ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مولانا محمد حنیف خان صاحب رضوی شیرانی دامت برکاتہم العالیہ کی وقیع اور بصیرت افروز تصنیف ''تنویرُ الاحادیث'' زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہے، جسے علمی و دینی حلقوں میں قدر و تحسین کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔

یہ کتاب تقریباً 360 صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں 380 منتخب احادیثِ مبارکہ کو نہایت حکیمانہ اور تربیتی ترتیب کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔ یہ محض روایات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک فکری، اصلاحی اور دعوتی منصوبہ ہے، جس میں عقیدہ، عبادات، اخلاقیات، معاشرت، معیشت اور انفرادی و اجتماعی زندگی کے اہم گوشوں کو سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کا انداز ایسا ہے کہ قاری ایمان کی بنیاد سے سفر کا آغاز کرتا ہے اور عملی زندگی کے مختلف مراحل طے کرتا ہوا کردار سازی کی منزل تک پہنچتا ہے۔ یہ امر بھی نہایت خوش آئند ہے کہ یہ کتاب اس سے قبل مکمل آب و تاب کے ساتھ ہندی خواں حضرات کے افادہ کی خاطر ہندی زبان میں بھی شائع ہو چکی ہے اور اہلِ ذوق میں بے حد مقبول ہوئی۔ اب اردو ایڈیشن کی اشاعت کے ساتھ اس کے علمی فیوض کا دائرہ مزید وسیع ہو گیا ہے۔ ہندی اور اردو دونوں ایڈیشن سنی تبلیغی جماعت شیرانی آباد، ڈیڈوانہ، کچامن، ضلع ناگور (راجستھان) کے زیر اہتمام شائع ہوئے ہیں، بلاشبہ سنی تبلیغی جماعت اس طرح کی علمی خدمت کو منظم انداز میں انجام دے رہی ہے۔ یہاں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس عظیم تصنیف کے پس منظر میں مصنفِ محترم کی تقریباً نصف صدی پر محیط علمی، تدریسی اور دعوتی زندگی کارفرما ہے۔ حضرت مولانا محمد حنیف خان بن عبدالحبیب خان رضوی شیرانی دامت برکاتہم العالیہ یکم جنوری 1956ء (17 جمادی الاولیٰ 1375ھ) کو تاریخی قصبہ شیرانی آباد، ضلع ناگور شریف (راجستھان) میں ایک معزز دینی خانوادے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حضرت صوفی نجم الدین علیہ الرحمہ کے قائم کردہ مکتب میں حاصل کی، پھر راجستھان کی مرکزی دینی درسگاہ دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور میں اشفاق العلماء حضرت علامہ مفتی اشفاق حسین نعیمی علیہ الرحمہ (مفتی اعظم راجستھان) کی سرپرستی میں 1969ء تا 1978ء درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ جامعہ اردو علی گڑھ سے ادیب، ادیب ماہر اور ادیب کامل کی اسناد بھی حاصل کیں۔ دورانِ طالب علمی 1972ء میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ سے بیعت کا شرف حاصل ہوا، بعد ازاں حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ، مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ مفتی اشفاق حسین نعیمی علیہ الرحمہ، امین ملت حضرت پروفیسر سید محمد امین میاں صاحب قادری برکاتی مارہرہ مطہرہ اور حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری جیسے مشائخ سے اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ یہ روحانی نسبتیں آپ کی فکری پختگی اور مسلکی اعتدال کا سرچشمہ ہیں۔ فراغت کے بعد جھنجھنوں، چورو اور ناگور کے مدارس میں صدرالمدرسین اور امام و خطیب کی حیثیت سے خدمات انجام دیں، اور 1986ء سے تا حال اپنے وطن شیرانی آباد میں مدرسہ نظام العلوم رضویہ کے صدر المدرسین ہیں، جہاں سینکڑوں طلبہ و طالبات علمِ دین سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ بطور سربراہ آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت (شاخ شیرانی آباد) آپ کی نگرانی میں راجستھان کے دیہات اور پسماندہ بستیوں میں سیکڑوں مدارس قائم ہیں، جو دینی بیداری کی روشن مثال ہیں۔ آپ قصبہ اور مضافات کے قاضیِ شرع بھی ہیں اور نکاح، طلاق، عیدین اور دیگر شرعی معاملات میں عوام کی رہنمائی فرماتے ہیں۔

قلمی خدمات اور تصنیفی ذوق کے اعتبار سے بھی آپ کی شخصیت ہمہ جہت ہے۔ اگرچہ آپ کی زندگی کا بڑا حصہ تدریس، تنظیم اور ''، دعوت و تبلیغ میں صرف ہوا، مگر قلم سے تعلق کبھی منقطع نہیں ہوا۔ مختلف رسائل و جرائد مثلاً ''صوفیہ باسنی''، ''فرمانِ مصطفیٰ'' ''ماہِ طیبہ'' وغیرہ میں آپ کے علمی و اصلاحی مضامین تسلسل کے ساتھ شائع ہوتے رہے۔ خصوصاً ''بابُ الحدیث'' کے عنوان سے جاری سلسلہ نے عوام و خواص کو سنتِ نبوی ﷺ سے جوڑنے میں غیر معمولی کردار ادا کیا اور اسی ذوقِ حدیث کا منظم و مرتب ثمرہ آج ''تنویرُ الاحادیث'' کی صورت میں اہلِ علم کے سامنے ہے، جو تقریباً تیس برس کی مسلسل علمی کاوشوں کا نچوڑ ہے۔

دینی و سماجی قیادت کے میدان میں بھی آپ کی خدمات نمایاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی بصیرت کے ساتھ سماجی و سیاسی فہم بھی عطا فرمایا۔ پنچایت اور ضلع کی سطح پر مختلف ذمہ داریاں نبھائیں، حج کمیٹی راجستھان کے رکن رہے، اور اپنے علاقہ میں سڑک، اسکول، پانی، بجلی اور طبّی سہولیات کی فراہمی میں عملی کردار ادا کیا۔ قصبہ شیرانی آباد کو موئے مبارک کی عظیم سعادت دلانے میں آپ کی شبانہ روز مساعی تاریخ کا روشن باب ہیں۔ ہر سال جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ہزاروں عاشقانِ رسول ﷺ اس بابرکت امانت کی زیارت سے فیض یاب ہوتے ہیں، جو آپ کی دینی حمیت اور عشقِ رسول کا زندہ ثبوت ہے۔

اعزازات و اعترافات کے باب میں بھی آپ کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ متعدد اداروں اور جامعات کی جانب سے ایوارڈز اور سپاس نامے پیش کیے گئے، جن میں دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور، دارالعلوم فیضانِ اشرف باسنی اور دیگر تنظیموں کے اعزازات شامل ہیں۔ جامعہ اسحاقیہ کی گولڈن جوبلی کے موقع پر منتخب نمایاں ابنائے قدیم میں آپ کا نام سرِفہرست رہا، ابھی حال ہی میں 158 ویں عرس بخاری و سالانہ جلسۂ دستارِ فضیلت کے مبارک موقع پر 12 شعبان المعظم 1447ھ مطابق یکم فروری 2026ء کو محبان جہانیاں کمیٹی و ارکان دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف، باڑمیر کی طرف سے نورالعلماء پیر طریقت حضرت علامہ الحاج سید نوراللہ شاہ بخاری مدظلہ العالی و دیگر علماء و مشائخ کے دستِ مبارک سے ''سیدنا شاہ برکت اللہ مارہروی ایوارڈ'' اور توصیفی و تکریمی شیلڈ سے نوازا گیا، جو آپ کی دینی و تعلیمی خدمات کی مقبولیت اور اثرانگیزی کا واضح ثبوت ہے۔

نیز ابھی 28 شعبان المعظم 1447ھ مطابق 16 فروری 2026ء کو جامعہ ہاشمیہ سجان گڑھ کے اربابِ حل و عقد نے بھی آپ کی دینی و ملی خدمات کے اعتراف میں ''نشانِ یادگار'' اور سپاس نامہ پیش کر کے آپ کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

واضح رہے کہ یہ تصنیف کسی وقتی جذبے کا نتیجہ نہیں بلکہ تقریباً تیس برس کی مسلسل علمی و دعوتی خدمت کا نچوڑ ہے۔ سنہ 1992ء سے جودھپور (راجستھان) سے شائع ہونے والے ہندی دینی مجلہ ماہنامہ ''ماہِ طیبہ'' میں حضرت مصنف ''بابُ الحدیث'' کے عنوان سے مسلسل منتخب احادیث ارسال فرماتے رہے۔

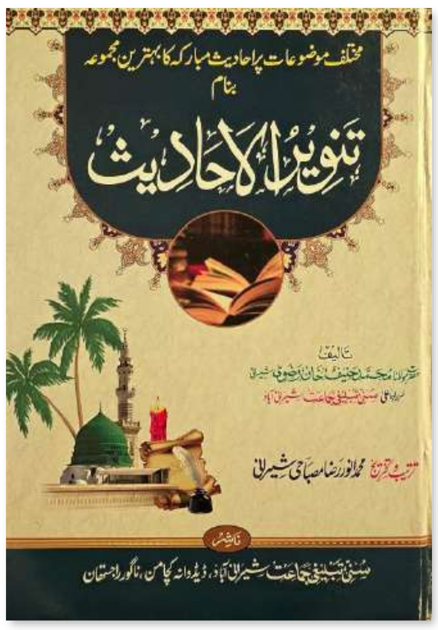

وقت گزرنے کے ساتھ یہ ذخیرہ وسیع ہوتا گیا اور بالآخر اہلِ علم بالخصوص ماہنامہ ماہِ طیبہ کے مدیرِ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی فیاض احمد صاحب رضوی کے مشورے سے انہیں یکجا کر کے باقاعدہ کتابی شکل دی گئی۔ یوں ''تنویرُ الاحادیث'' ایک مستقل علمی تسلسل کی نمائندہ تصنیف بن کر سامنے آئی ہے۔

کتاب کی ترتیب و تخریج مولف محترم کے لائق و فائق شہزادے حضرت مولانا محمد انور رضا صاحب مصباحی شیرانی نے نہایت محنت، تحقیق اور احتیاط کے ساتھ انجام دی ہے۔ احادیث کے عربی متون معتبر کتبِ حدیث سے اخذ کیے گئے، ان پر اعراب لگائے گئے اور تخریج کے ذریعے ان کے ماخذ و مصادر کی واضح نشاندہی کی گئی ہے۔ اس تحقیقی اہتمام نے کتاب کو عام وعظی مجموعوں سے ممتاز کر دیا ہے اور اسے علمی و تدریسی حلقوں میں بھی قابلِ اعتماد بنا دیا ہے۔ مزید برآں، دارالعلوم فیضانِ اشرف باسنی کے اہم اساتذۂ کرام، خصوصاً محب گرامی حضرت مولانا مفتی محمد یونس صاحب مصباحی شیرانی اور حضرت مولانا مفتی محمد رفیق صاحب مصباحی شیرانی نے متون کی درستگی اور اعراب کی تصحیح میں گراں قدر خدمات انجام دیں، جبکہ حضرت مفتی محمد رفیق صاحب نے اس پر ایک [illegible] تحریر کیا ہے جس میں تاریخِ حدیث اور اس کے تسلسل پر بصیرت افروز گفتگو کی گئی ہے۔ موضوعاتی اعتبار سے کتاب نہایت جامع اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔ عقیدۂ توحید، رسالت و تقدیر، محبتِ رسول ﷺ، نماز و جمعہ اور تعمیر مساجد کی فضیلت، توبہ و استغفار کی فضیلت، حلال روزی کی برکت، سود کی قباحت، صدقہ و خیرات کی برکت، والدین کے حقوق، صلہ رحمی، زبان کی حفاظت، تکبر و حسد کی مذمت اور دیگر اہم معاشرتی و اخلاقی مسائل کو نہایت سادہ اور مؤثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ہر حدیث کے تحت سلیس ترجمہ، مختصر مگر جامع تشریح اور حسبِ ضرورت شرعی مسائل کی وضاحت شامل ہے، جس سے قاری کو نہ صرف معلومات حاصل ہوتی ہیں بلکہ عملی رہنمائی بھی میسر آتی ہے۔

مصنف کا اسلوبِ بیان سادگی، روانی اور تاثیر کا حسین امتزاج ہے۔ غیر ضروری مناظرانہ بحثوں اور طویل فلسفیانہ موشگافیوں سے گریز کرتے ہوئے انہوں نے عام فہم اور بامحاورہ زبان اختیار کی ہے، جس کے باعث یہ کتاب مدارس کے طلبہ، ائمہ و خطباء، دینی کارکنان اور عام تعلیم یافتہ طبقے سب کے لیے یکساں مفید بن گئی ہے۔ اختصار کے باوجود مفہوم کی جامعیت کو برقرار رکھنا مصنف کی فکری پختگی اور دعوتی بصیرت کا روشن ثبوت ہے۔ اہم امر یہ بھی ہے کہ کتاب میں مسلکِ حق اہلِ سنت و جماعت المعروف فی زماننا "مسلک اعلیٰ حضرت" کی شائستہ اور معتدل ترجمانی ملتی ہے۔ محبتِ رسول ﷺ، ادبِ صحابہ و اہلِ بیت اور اتباعِ سنت کا مثبت رنگ نمایاں ہے، مگر اسلوب تعمیری اور اصلاحی ہے، جس میں اعتدال اور حکمت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

کتاب کی افادیت کا اعتراف کرتے ہوئے متعدد جید علماء و فقہاء مثلاً شیرِ راجستھان بھی قلم بند حضرت علامہ مفتی شیر محمد خان صاحب قبلہ رضوی (شیخ الحدیث: دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور)، صاحبِ تصانیفِ کثیرہ حضرت علامہ مفتی محمد حنیف خان صاحب رضوی بریلوی (بانی: امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف)، فخرِ راجستھان حضرت علامہ مولانا مفتی فیاض احمد صاحب رضوی (ایڈیٹر: ماہنامہ ماہِ طیبہ جودھپور) اور فخرِ رضویت حضرت مفتی ولی محمد صاحب رضوی سربراہ اعلیٰ: سنی تبلیغی جماعت باسنی، ناگور شریف نے اپنی قیمتی تقاریظ اور تاثرات کیے ہیں، جنہوں نے اس تصنیف کی علمی سنجیدگی اور دینی اہمیت کو سراہا ہے۔ اس بنا پر ''تنویرُ الاحادیث'' نہ صرف انفرادی مطالعہ بلکہ مدارس کے معاون نصاب، جمعہ و دیگر خطبات کی تیاری، گھریلو دروس اور اصلاحی مجالس کے لیے بھی نہایت موزوں قرار دی جارہی ہے۔ اسے روزانہ ایک حدیث کے درس کے طور پر پڑھایا جائے تو سال بھر کا ایک منظم تربیتی نصاب بآسانی تیار ہو سکتا ہے۔

بلاشبہ ''تنویرُ الاحادیث'' عصرِ حاضر کے فکری انتشار میں سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی عام کرنے کی ایک مخلصانہ، سنجیدہ اور قابلِ قدر کاوش ہے۔ یہ کتاب اپنے نام کی طرح دلوں کو منور کرنے والی حقیقی تنویر ثابت ہو رہی ہے، اور اس کے پس منظر میں مصنفِ محترم کی علمی ریاضت، روحانی وابستگی، سماجی خدمت اور دعوتی اخلاص پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

اللہ تعالیٰ اس خدمتِ حدیث کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اسے امتِ مسلمہ کے لیے ذریعۂ ہدایت و اصلاح بنائے اور مصنف و مرتب کو دونوں جہانوں میں اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین۔

روزے کی برکتیں

از: محمد مقتدر اشرف فریدی،
اتر دیناج پور، بنگال۔

رمضان المبارک کی سب سے اہم عبادت روزہ ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں روزہ صبحِ صادق سے غروبِ آفتاب تک اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کھانے، پینے اور نفسانی خواہشات سے رکنے کا نام ہے۔ روزہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے، جس کی ادائیگی ہر بالغ اور تندرست مسلمان پر فرض ہے۔ روزہ محض ایک عبادت نہیں بلکہ ایک جامع تربیتی نظام بھی ہے۔ اس کے ذریعے دل کو پاکیزگی، روح کو صفائی اور نفس کو طہارت نصیب ہوتی ہے۔ روزے کی بدولت انسان میں صبر و استقامت، ہمدردی اور مساوات کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔

روزے کے روحانی فوائد

روزہ انسان کو گناہوں سے بچاتا ہے اور نیک اعمال کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ یہ ایک خاموش عبادت ہے، جس کی جزا اللہ تعالیٰ نے خود مقرر فرمائی ہے۔ حدیثِ قدسی میں ہے:
"ابنِ آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے، سوائے روزے کے، وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔" (صحیح بخاری)
روزہ انسان کے نفس کو پاکیزگی عطا کر کے اسے تقویٰ کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ یہ عبادت تحمل، برداشت اور اخلاقی پاکیزگی کو فروغ دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"روزہ ڈھال ہے، پس روزہ دار کو چاہیے کہ نہ فحش کلامی کرے، نہ لڑائی جھگڑا کرے، اگر کوئی اس سے لڑے یا گالی دے تو کہہ دے: میں روزے سے ہوں۔" (صحیح بخاری و مسلم)

روزے کے جسمانی فوائد اور اثرات

روزہ نہ صرف روحانی ترقی کا ذریعہ ہے بلکہ جسمانی صحت پر بھی مثبت اثر ڈالتا ہے۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "روزے رکھو، صحت پاؤ گے۔" (المسند للربیع)
جدید سائنسی تحقیقات بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ روزہ انسانی جسم کو زہریلے مادوں سے پاک کرنے، نظامِ ہضم کو آرام دینے اور قوتِ مدافعت بڑھانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔
روزہ: صبر اور مساوات کا درس روزے کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اس سے معاشرتی برابری اور ہمدردی کو فروغ ملتا ہے۔ جب صاحبِ استطاعت لوگ بھوک اور پیاس کا تجربہ کرتے ہیں تو انہیں غریبوں کی تکالیف کا احساس ہوتا ہے۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے، اور روزہ آدھا صبر ہے۔" (شعب الایمان للبیہقی)
خلاصہ رمضان المبارک کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں کا مظہر ہے۔ روزہ ایک ایسی عظیم عبادت ہے جو انسان کی روحانی، جسمانی، اخلاقی اور سماجی زندگی میں مثبت انقلاب برپا کرتا ہے۔ یہ عبادت انسان کو تقویٰ، صبر، ہمدردی اور خود احتسابی کا سبق دیتی ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اس مقدس مہینے کی برکات سمیٹنے اور روزے کی حقیقی روح کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

زوالِ امت کے اسباب! قسط نمبر (١)

عظیم القادری حشمتی
گلاپوری الہ آباد*

امت مسلمہ کے زوال کے بنیادی سبب کو قرآن وحدیث کی روشنی میں
جس طرح تمام انبیاے کرام کی دعوت اور اسالیبِ دعوت میں یکسانیت ہے اسی طرح تمام انبیائے کرام کے مخالفین کا اندازِ عداوت بھی یکساں ہے مثلاً انبیائے کرام کو اپنے جیسا بشر کہنا انہیں مجبور وبے اختیار ماننا ان پر غربت اور افلاس کا الزام عائد کرنا
انہیں ساحر شاعر اور مجنون کہنا ان کے مقابلے میں خود کو صاحب ثروت و اقتدار کہنا ان کی تبلیغ کا مزاق اڑانا ان کی شریعت کو پسماندگی سے تعبیر کرنا ان کے علوم غیبیہ کا انکار کرنا ان کی عظمت کو گھٹانے کی کوشش کرنا وغیرہ وغیرہ امم سابقہ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب صرف اس وقت آیا ہے جب انہوں نے انبیاء کرام کی توہین کی ہے یا ان کی ایزا رسائی کے درپے ہوئے ہیں خدائے واحد کا انکار تو ہر دور میں ہوتا رہا ہے مگر عذاب اس وقت نازل ہوا ہے جب کسی قوم نے نبی کی توہین کی ہے
آپ اگر کتاب الٰہی کا مطالعہ کریں گے تو یہ بات واضح ہوگی کہ تمام انبیاء کرام نے اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کے جوابات خود دیے ہیں اور جواب دہی میں پیغمبرانہ شائستگی کا اہتمام کیا گیا ہے مثلاً۔ ان کی بدترین یاوہ گوئی اور بدزبانی کے مقابلے میں پیغمبرانِ اسلام نے صرف یہ فرمایا ہے کہ میں اللہ کا رسول یا نبی ہوں مجھے میرے رب نے تمہاری ہدایت اور فریضہ تبشیر وانذار کے لئے مبعوث فرمایا ہے مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں غیرتِ مشیت کا یہ عالم ہے کہ الزام تراشی دشمنانِ اسلام کر رہے ہیں اور جواب اللہ رب العزت دے رہا ہے کافروں نے انہیں شاعر ساحر اور مجنون وغیرہ کہا تو قرآنِ عظیم نے انتہائی پر شکوہ اور دلیرانہ انداز میں جواب دیا۔۔۔ پارہ 29۔۔۔ آیت نمبر 2
تم اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں
پارہ 30 آیت 3۔ بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے ایسی درجنوں آیات ہیں الزام کافر لگا رہے ہیں اور جواب اللہ تعالیٰ دے رہا ہے
یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کا معاملہ ہے کہ جب خدا کا انکار ہو یا کافر شرک کا ارتکاب کریں یا کسی کو خدا کا بیٹا کہیں تو پیغمبر جواب دیتے ہیں اور جب پیغمبر پر الزام تراشی کی جائے تو خدا خود جواب نازل فرماتا ہے وجودِ باری تعالیٰ ایک صداقتِ ازلی پر مشتمل دعویٰ ہے اور انبیاء کرام کا وجود اسی دعوے کی دلیل اور برہان ہے مثلاً۔ لاالہ الا اللہ دعویٰ ہے اور محمد رسول اللہ دلیل ہے
اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ دعویٰ کو باطل ثابت کرنے کے لئے دلیل کو کمزور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے
یہی وجہ ہے کہ ہر دور کے منکرینِ خدا نے دلیلِ نبوت پر ضرب لگانے کی کوشش کی ہے
دلیل جب اپنی تمام عظمتوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے تو دعویٰ کی جلالتِ شان اور حقانیت خود بخود نمایاں ہو جاتی ہے اور اگر دلیل کمزور ہو تو دعویٰ خود بہ خود باطل ہو جاتا ہے
جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے حوالے سے آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ جب جب انبیاء کرام کی قوموں نے ان کی مخالفت کی کوشش کی اور ان کی توہین کی ان پر الزام تراشی اور ایذا رسائی کی انتہا کر دی تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا ہے اور بعض قومیں مثلاً قومِ عاد قومِ ثمود وغیرہ صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئیں
اُمتِ محمدیہ پر اہانت رسول کی وجہ سے کوئی اجتماعی عذاب بایں طور کہ قوم عاد و ثمود کی طرح انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے گا مندرجہ ذیل دو وجہوں سے نہیں آئے گا
پہلی وجہ یہ ہے کہ دینِ اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری دین ہے اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اس لئے اس دین کو قیامت تک باقی رہنا ہے
دوسری وجہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے رب سے اپنی امت کے حوالے سے التجاؤں کے جواب میں اللہ رب العزت کا یہ فرمان
سورہ انفال آیت 33
ترجمہ ...اور اللہ کی شان نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو
لیکن اہانتِ رسول علیہ السلام کے ارتکاب کی وجہ سے یہ امت زوال پذیری تباہی اور بربادی کے عذابِ الیم سے دوچار ہے

فضائلِ روزۂ رمضان المبارک

ماہِ رمضان کا رکھیے گا ہمیشہ روزہ
قبر سے حشر تلک دے گا سہارا روزہ
رب کی رحمت کا لیے آتا ہے لمحہ روزہ
دل کی حسرت ہے ہو اے کاش ہمیشہ روزہ
منہ میں پانی ہے مگر پیتے نہیں خوف سے ہم
کس قدر کرتا ہے مضبوط عقیدہ روزہ
ذائقہ تک نہیں چکھنا ہے گوارہ ہم کو
کتنا پاکیزہ ہے عیبوں سے ہمارا روزہ
میں گنہگار ہوں لیکن ہے عقیدہ ؛ میرا
قبر میں ہونے نہیں دے گا تماشہ روزہ
ہے یہ امید کسی طور نہ ہونے دے گا
میرا بازارِ قیامت میں خسارہ روزہ
بھوک اور پیاس کی شدت ہے گوارہ لیکن
چھوڑنا ہے نہ گوارہ ہمیں پیارا روزہ
ملتجی تجھ سے ہمیشہ ہے بشیر رضوی
اس سے چھوٹے نہ کبھی اے مرے مولیٰ روزہ

======فکروقلم======
محمد بشیر القادری رضوی گلاب پوری ثم کھنڈوی

❤ قطعہ آمدِ ماہِ رمضان المبارک ❤

چھوٹے بڑوں کا جذبۂ ایمان جاگ اٹھا
ہر دل میں نیک کام کا ارمان جاگ اٹھا
مسجد میں جانماز بچھادیں ہر اک طرف
اک ماہ کے لیے ہے مسلمان جاگ اٹھا

❤ از۔ بشیر القادری رضوی گلاب پوری ثم کھنڈوی ❤

میرا قلم میرے آقا کی یاد میں ہے رواں

خامہ بکف محمد پالن پوری

مجھ ناچیز کی کیا مجال کہ اس ہستی کی شان کو لفظوں میں قید کروں جسے خود خالقِ کائنات نے اپنی وحی کا عنوان بنایا، جس کا ذکر آسمانوں کی رفعتوں میں لکھا گیا، جن کی ہنسی صبح کی روشنی، جن کی خاموشی شب کی گہرائی، جن کا چلنا آیات کی تفسیر اور جن کا ٹھہرنا حکمت کا سمندر رہے۔
میرے آقا تو وہ ہے کہ جن پر آسمان جھکا، زمین سنوری اور تاریخ نے رخ بدلا۔ جب وہ مسکرائے تو والضحیٰ کی قسم اتری، جب چادر اوڑھی تو یاایھا المزمل کی ندا آئی، جب دلوں کی ٹوٹی ہوئی دنیا کو سہارا دینا تھا تو انا اعطینک الکوثر کی بشارت سنائی گئی اور جب نام کو دوام دینا مقصود ہوا تو ورفعنا لک ذکرک کی سعادت دی گئی گویا کائنات کی ہر صدا ان کے ذکر کی بازگشت بن گئی۔۔۔
میرے آقا تو وہ ہے کہ جن کے قدموں کی خاک کو سدرۃ المنتہیٰ نے اپنی حد مانا، جن کے استقبال کو انبیاء صف بستہ کھڑے ہوئے، جن کی معراج انسان کی معراجِ امکان تھی، جن پر ربِ کریم نے خود سلام بھیجا السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور جن کی زندگی کو بہترین نمونہ قرار دے کر فرمایا گیا لقد کان لکم فی رسول اللہ اُسوۃ حسنۃ یعنی زندگی کے ہر موڑ پر اگر روشنی چاہئے تو ان کے قدموں کے نشان دیکھو۔
وہ بازار میں ہوں تو امانت کا عنوان،
گھر میں ہوں تو رحمت کا سایہ،
میدان میں ہوں تو شجاعت کی تفسیر، محراب میں ہوں تو خشیت کا سمندر، یتیم کے سر پر ہاتھ رکھیں تو باپوں کی کمی پوری ہو جائے، غلام کو گلے لگائیں تو صدیوں کی زنجیریں ٹوٹ جائیں، دشمن کو معاف کریں تو انتقام شرمندہ ہو جائے۔ ان کی گفتگو میں وزن، ان کی خاموشی میں معنی، ان کی نگاہ میں شفقت اور ان کے آنسوؤں میں امت کی فکر گویا وہ ایک چلتا پھرتا قرآن ہیں زندہ ہدایت ہیں، رحمت کا مجسم اعلان ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان کی شان بیان کرنا دریا کو کوزے میں بند کرنے جیسا ہے۔ جتنا لکھا جائے اتنا ہی احساس ہوتا ہے کہ اصل بات ابھی باقی ہے۔ لفظ تھک جاتے ہیں، معنی جھک جاتے ہیں، عقل رک جاتی ہے، قرطاس و قلم جواب دے دیتے ہیں اور دل صرف اتنا کہتا ہے کہ اے اللہ! جس ہستی کو تو نے اپنی رحمت کا دروازہ بنایا ہمیں اس در سے کبھی دور نہ کرنا، ہمیں ان کی سنت میں جینا، ان کی محبت میں مرنا اور ان کی شفاعت کے سائے میں اٹھنا نصیب فرما۔

عمائدین و اساطین علم و ادب کے ہاتھوں کتاب "عربی بول چال کے 40 سبق" کا اجراء

کتاب "عربی بول چال کے ۴۰ سبق" کے رسم اجراء کی تقریب کا منظر

پریس ریلیز
(نیپال اردو ٹائمز)
17 فروری بروز منگل بوقت 11 بجے (نامہ نگار)
ڈاکٹر رفیق زکریا کالج فار ویمن کے پرنسپل ڈاکٹر مخدوم فاروقی اور وارثان حرف و قلم
کے زیر سرپرستی نوکھنڈہ کیمپس میں عمائدین شہر و مشاہیر اہل قلم کے ہاتھوں
ڈاکٹر مولانا محمد عبدالسمیع ندوی کی معرکۃ الآراء کتاب ''عربی بول چال کے 40 سبق'' کی رسمِ اجراء عمل میں آئی
رسم اجراء کی منعقدہ پروگرام کی صدارت شہر کی نامور ادبی شخصیت معروف افسانہ نگار مرزا اسلم نے کی جبکہ اردو ادب کے ممتاز نقاد اور دانشور اپنے متعینہ دیئے گئے عنوان "عصر رواں کا ادب وسائل ومسائل پر علمی گفتگو کیلئے ڈاکٹر پروفیسر انتخاب حمید مدعو کئے گئے تھے اسٹیج پر موجود جمیع مہمانانِ گرامی بشمول صدرِ محفل اور مقررِ خصوصی کے ہاتھوں کتاب کا اجراء عمل میں آیا۔
اس تقریب میں شہر کے نامور علماء ڈاکٹر مولانا محمد صدر الحسن ندوی مدنی اور ڈاکٹر مولانا عبدالرشید ندوی مدنی بطورِ خاص شریک تھے۔ سب سے پہلے کالج کے پرنسپل ڈاکٹر مخدوم فاروقی اور وارثان حرف و قلم کے صدر محمد وصیل نے کتاب کے مصنف ڈاکٹر مولانا محمد عبدالسمیع ندوی کی خدمت میں گلدستہ اور شال پیش کر کے استقبال کیا۔ پروگرام میں نظامت کے فرائض ادیب وصحافی ابوبکر رہبر نے انجام دئے اس موقع پر کتاب کی خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا گیا کہ یہ تصنیف بالخصوص عازمینِ حج وعمرہ اور شائقینِ عربی زبان کے لئے نہایت مفید اور آسان اسلوب میں تیار کی گئی ہے۔ اس کتاب میں روزمرہ عربی مکالمات، حرمین شریفین میں پیش آنے والی عملی صورتِ حال کے مطابق جملے، سفرِ حج و عمرہ کے دوران پیش آنے والی ضروری گفتگو، ہوائی اڈوں، ہوٹلوں اور خرید وفروخت سے متعلق عام بول چال کو سادہ انداز میں شامل کیا گیا ہے۔
مزید برآں اس کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تدریجی انداز میں عربی سکھانے کی کوشش کی گئی ہے، تاکہ مبتدی سے متوسط درجے کے طلبہ بھی بآسانی استفادہ کر سکیں۔ مختصر اسباق، عملی مشقیں، تلفظ کی سہولت اور خود سیکھنے کا نظام اس کتاب کو منفرد بناتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں عربی زبان کے بنیادی قواعد، ضروری الفاظ، اور جدید تقاضوں کے مطابق بول چال کی تربیت پر خاص توجہ دی گئی ہے، جس سے عام قارئین، شائقین عربی زبان طلبہ اور مسافروں کو حقیقی فائدہ حاصل ہوگا۔ کتاب کے اجراء کے موقع پر مقررین نے اس بات کا اظہار کیا کہ موجودہ دور میں عربی زبان کی ضرورت اور اہمیت کے پیش نظر یہ کتاب ایک اہم اضافہ ہے اور حج وعمرہ کے سفر کو آسان اور بامقصد بنانے میں معاون ثابت ہوگی۔ آج کی اس رسم اجراء کی تقریب میں اہل علم وادب نقاد وانشاء پرداز ادباء وسخنور کی کثیر تعداد شریک تھی بالخصوص وارثان حرف وقلم کے روح رواں محرک فعال و متحرک خالد سیف الدین ڈاکٹر دوست محمد خان، ڈاکٹر مسرت فردوس، ڈاکٹر ریحانہ بیگم، ڈاکٹر حسینی کوثر، ڈاکٹر نورالعین، ڈاکٹر غزالہ پروین، قاضی انیس، لالہ اختر خان، خان مقیم خان، عظیم راہی ابھرتے شاعر احمد اورنگ آبادی، ندیم اللہ خان، چشتی منتجب الدین کے علاوہ کثیر حاضرین نے مصنف کو تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے اس کتاب کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا۔

نیپال اردو ٹائمز، نمائندہ
سید ظہیر احمد فنا
نمائش کی تفصیلات

تاریخ: یہ نمائش 27 فروری سے یکم مارچ تک جاری رہے گی۔ مقام: بنگلور کے پیلس گراؤنڈ، گیٹ نمبر 4 پر واقع پراگیتی ویو میں منعقد ہوگی۔ اوقات: یہ نمائش سہ پہر 4 بجے سے صبح 4 بجے تک (سحری تک) جاری رہے گی تاکہ لوگ خریداری اور کھانے پینے کا بھرپور لطف اٹھا سکیں۔
داخلہ فیس: نمائش کی انٹری فیس 100 روپے رکھی گئی ہے، جس کی بکنگ آن لائن (بذریعہ Swiggy) بھی کی جا سکتی ہے۔ نمائش کی خاصیتیں اشتراک: حیدرآباد میں کامیابی کے بعد اب یہ بنگلور میں صوبیہ روشن، شائستہ روشن اور انعم مرزا کے اشتراک سے ہو رہی ہے۔
اسٹالز: نمائش میں 180 سے زیادہ اسٹالز لگائے جائیں گے، جن میں 150 سے زیادہ مشہور برانڈز شامل ہوں گے۔ مصنوعات: یہاں کپڑے، زیورات، جوتے، گھریلو سجاوٹ کا سامان، پرفیوم اور رمضان کی دیگر ضروری اشیاء دستیاب ہوں گی۔
فوڈ کورٹ: ایک بڑا فوڈ کورٹ بنایا گیا ہے جس میں 20 سے زیادہ لائیو فوڈ اسٹالز ہوں گے۔ ان میں حیدرآباد اور بمبئی کے مشہور پکوان جیسے حلیم، پائے، بریانی، کباب، اور مٹھائیاں (کنافہ، فالودہ وغیرہ) شامل ہوں گے۔
سماجی مقصد فلاحی کام: نمائش سے ہونے والی آمدنی کا ایک حصہ چیرٹی اور غریب بچوں کی تعلیم کے لیے مختص کیا جائے گا۔
رعایت: ٹیکسی کمپنی کے ساتھ معاہدہ کیا گیا ہے جس کے تحت نمائش میں آنے والے پہلے 50 افراد کو 50 فیصد رعایت دی جائے گی۔
خلاصہ یہ کہ یہ ایونٹ بنگلور کے شہریوں کے لیے رمضان کی آمد سے پہلے خریداری اور روایتی کھانوں کا ایک بہترین موقع فراہم کر رہا ہے

اولیاء اللہ کی محبت ایمان کی روح

نیپال اردو ٹائمز، نمائندہ
سید ظہیر احمد فنا

روضۂ سقاف بہادرپورہ میں عظیم الشان روحانی و افطاری اجتماع سے حضرت سید منتجب محی الدین حسینی السقاف کا بصیرت افروز خطاب۔
حیدرآباد: قلب شہر حیدرآباد دکن فرخندہ بنیاد کے بہادرپورہ کے روضۂ سقاف میں منعقدہ ایک باوقار دینی و روحانی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا الحاج سید شاہ منتجب محی الدین حسینی قادری السقاف سجادہ نشین روضۂ سقاف نے اولیاء اللہ کی فضیلت، عظمت اور ان کی علمی و روحانی خدمات پر قرآن حکیم اور احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں بصیرت افروز مدلل علمی و روحانی خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ اولیاء اللہ کثرتِ نوافل، ذکرِ الٰہی اور اطاعتِ ربانی کے ذریعے قربِ الٰہی حاصل کرتے ہیں، یہاں تک کہ حدیث قدسی کے مطابق اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ، پاؤں، سماعت اور بصارت بن جاتا ہے یہی اوصاف اولیاء اللہ کی مخلوق خدا میں ممتاز بناتے ہیں۔ انہوں نے حاضرین کو اولیاء کرام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنے ایمان کو مضبوط بنانے کی مؤثر تلقین کرتے ہوئے کہا کہ بزرگان دین کوئی بھی فعل و عمل بغیر خداوند قدوس کے ہرگز ہرگز نہیں کئے ان سے حقیقی وابستگی ہی رب ذوالمنن تک پہنچنے کا اہم ذریعہ ہے۔
اس مقدس جلسہ کی نگرانی حضرت مولانا سید شاہ محتسب محی الدین حسینی قادری السقاف المعروف یحییٰ پاشاہ برادرِ سجادہ نشین روضۂ سقاف نے انجام دی۔ جبکہ مہمانان خصوصی شرکت حضرت مولانا مفتی سید شاہ چندا حسینی زبیر بابا برادر سجادہ نشین بارگاہ جلالیہ گوگی شریف و مولوی کامل الفقہ جامعہ نظامیہ اور بھارت سیوارتن ایوارڈ یافتہ اسد العلماء تنویر صحافت

مولانا محمد محسن پاشاہ انصاری قادری نقشبندی مجددی جنرل سکریٹری کل ہند سنی علماء مشائخ بورڈ محبوب نگر نے کی۔
تمام معززین نے اولیاء اللہ کی تعلیمات کو معاشرہ میں عام کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اس موقع پر سینکڑوں روزہ داروں نے شرکت کی۔ شرکاء کے لیے افطار کا بہترین انتظام کیا گیا، جس میں خصوصی طور پر پوٹلہ کے گوشت کی بریانی پیش کی گئی۔ افطار کے فوراً بعد نمازِ مغرب باجماعت ادا کی گئی جس کی امامت خود حضرت علامہ الحاج سید شاہ منتجب محی الدین حسینی قادری السقاف سجادہ نشین نے فرمائی۔ عالمِ اسلام کے مسلمانوں کی سربلندی، امن و استحکام اور امتِ مسلمہ کی فلاح و بہبودی کے لئے رقت آمیز دعا کی گئی۔ تقریب کے اختتام پر حاضرین نے اس روحانی اجتماع کو ایمان افروز اور یادگار قرار دیتے ہوئے منتظمین کو مبارکباد پیش کی۔